محمدؐ نور

مسئلۂ نور اور عدم سایۂ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بہترین تحقیق

مولانا محمد منشا تابش قصوری

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے
نبضِ ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

——— اقبال

محمد نور

○

——— مرتب ———

مولانا محمد منشا تابش قصوری

ناظم شعبۂ تصنیف و تالیف جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

7-50

Marfat.com

اظہارِ تشکر

زیرِ نظر ترتیب "محمد نور" کی افادیت دیکھ کر اکثر احباب نے اشاعت کی فرمائش کی۔ کئی رفقاء نے اپنے خصوصی تعاون کا یقین دلایا۔ بعض کرم فرما حضرات نے تو طباعت سے پہلے ہی عملاً حوصلہ افزائی فرمائی۔ حضرت العلام ناصر الاسلام ضیاء العلماء استاذی المکرم مولانا مفتی ابوالضیاء محمد باقر صاحب ضیاء النوری دامت برکاتہم صدر المدرسین مرکزی دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور ضلع ساہیوال نے نہ صرف تقریظ جمیل سے نوازا بلکہ میری درخواست کو شرفِ قبولیت بخشتے ہوئے پروفیسر خالد بزمی کے مضمون پر (جو ماہنامہ ضیائے حرم کے شمارہ جون ۱۹۷۳ء میں ظفر علی خان کی نعتیہ شاعری کے عنوان سے شائع ہوا) نہایت تحقیقی معلومات افزا اور ایمان افروز مقالہ "حدیثِ لولاک" کے عنوان سے خاص اس رسالہ کے لئے مرحمت فرمایا جس نے رسالہ کے وزن و وقار میں بے حد اضافہ کیا ہے۔ اسی گراں قدر مقالہ کے پیشِ نظر ادیب شہیر حضرت مولانا ابوالوفا غلام رسول صاحب سعیدی مدظلہ العالی صدر مدرس جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور کے رشحاتِ قلم کو جو پروفیسر خالد بزمی کے اس مضمون کی تردید میں ماہنامہ ضیائے حرم شمارہ جولائی ۱۹۷۳ء کی زینت بن چکے ہیں بصد شکریہ شامل کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں —— محترم المقام جناب الشاہ صوفی عبدالوہاب صاحب زاہد چشتی (کراچی) اور شاعرِ اسلام جناب مولانا قمر یزدانی صاحب پنوانہ کا منظوم کلام و تبصرہ بھی انشاء اللہ العزیز غذائے روح ثابت ہوگا۔

ان ممتاز شخصیتوں کا نگارشات گرانمایہ عطا فرماتے پر تہ دل سے ممنون و مشکور ہونے کے ساتھ ساتھ محبِ ملک و ملت فخرِ اہلِ سنت جناب ملک گوہر الرحمٰن صاحب قادری یوسفی صدر انجمن رضائے حبیب مریدکے کا شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا جن کی ہمدردیاں ہمہ وقت میرے ساتھ ہیں۔ نیز فاضل نوجوان مولانا شاہ محمد چشتی سیالوی قصوری، مورخِ سنیت مولانا علامہ محمد عبدالحکیم صاحب شرف قادری مدرس جامعہ نظامیہ لاہور، محب گرامی جناب مولانا محمد یوسف صاحب فاروقی دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ (سرگودھا) اور مولانا محمد جعفر صاحب ضیائی خطیب غازی جامع مسجد شاہدرہ نے رسالہ کی اشاعت میں جس ناقابلِ فراموش کردار کا مظاہرہ کیا ہے اس پر صمیمِ قلب سے سپاس گزار ہوں —— دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوبِ مکرم نورِ مجسم سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا صدقہ میری اس حقیر سی کاوش کو اپنی بارگاہِ عالیہ میں قبول فرمائے اور میرے جملہ معاونین کو حج کعبہ اور زیارت مدینہ منورہ کی نعمتِ عظمےٰ سے نوازے۔ آمین ثم آمین بجاہ نبیہ الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

محمد منشا تابش قصوری

طابع: ایم منیر قاضی۔ ملی پرنٹرز۔ ۹ سرکلر روڈ۔ لاہور

Marfat.com

نورٌ علیٰ نور

رشحاتِ قلم: جناب الشاہ صوفی عبدالوہاب صاحب زاہدؔ کراچی

محمد مصطفےٰ نورٌ علیٰ نور
حبیبِ کبریا نورٌ علیٰ نور

شہِ ارض و سما نورٌ علیٰ نور
شفیعِ دوسرا نورٌ علیٰ نور

سراپا نور کا نورٌ علیٰ نور
ہے یکتا آئینہ نورٌ علیٰ نور

محمدؐ کے سوا نورٌ علیٰ نور
خدائی میں نہ تھا نورٌ علیٰ نور

بنا گہوارۂ عالم ترے پاس
کوئی ہے دوسرا نورٌ علیٰ نور

دو عالم نے ترا سایہ نہ پایا
کہ تھا سر تا بہ پا نورٌ علیٰ نور

قمر کو بھی کیا جس نے دوپارہ
ہے وہ معجز نما نورٌ علیٰ نور

جہاں میں وہ خدائی کرنے والا
ہے محبوبِ خدا نورٌ علیٰ نور

لقب جن کا کہ ختمِ مرسلیں ہے
ہے وہ دُرِّ بے بہا نورٌ علیٰ نور

مجھے زاہدؔ غمِ دنیا و دیں کیا
وہ ہیں مشکل کشا نورٌ علیٰ نور

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لله الذی خلق نور محمد من نوره و ابدأ الخلق من نوره والصلوٰة والسلام علی نور الاولین و الاٰخرین سید الانبیاء محمد المصطفیٰ وعلی اٰلہ وصحبہ اجمعین ۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۔ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ۔ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۔ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِــُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۔ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِــُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۔

اس پروردگارِ عالم جل وعلا کا ہزار ہا شکر ہے کہ جس کی ذاتِ مقدس نے تمام کائنات سے پہلے اپنے پیارے محبوب ومکرم جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نورِ مبارک کو پیدا فرمایا اور پھر اس نورِ عظیم کی پہچان کرانے کے لئے قرآنِ کریم میں صاف صاف بیان فرمایا۔ بڑے بڑے مفسرین ومحدثین کرام علیہم الرحمۃ والرضوان نے آیاتِ مذکورہ میں کلمہ "نور" "مثل نورہ" - "سراجا منیرا" اور "نور اللہ" سے نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وجودِ اطہر مراد لیا ہے جس کی قدرے تفصیل یہ ہے ملاحظہ ہو :-

(۱) قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۔ "بے شک آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے بہت بڑا نور اور کتاب روشن "۔ اس آیت کریمہ میں کلمہ "نور" سے مراد حضور نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وجودِ اطہر ہے۔ دیکھئے تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ صـ۷۲ قد جاءکم من اللہ نور یعنی محمداً صلی اللہ علیہ وسلم (بے شک آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تفسیر جلالین شریف صـ۹۷ قد جاءکم من اللہ نور هو نور النبی صلی اللہ علیہ وسلم (بیشک آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور وہ نور نبی کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہیں) روح المعانی صـ۸۷ جلد ۶ قد جاءکم من اللہ نور عظیم وھو نور الانوار والنبی المختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (بیشک آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے بہت بڑا نور، وہ نور الانوار نبی مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں) - ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ موضوعات کبیر صـ۸۶ پر فرماتے ہیں اما نورہ علیہ السلام فھو فی غایۃ من الظھور

Marfat.com

شرقاً وغرباً و اول ما خلق اللہ نورہ وسماہ فی کتابہ نوراً (نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا نور مشرق و مغرب میں انتہائی طور پر چمک رہا ہے اور سب سے پہلے جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے اور قرآن کریم میں ان کو نور فرمایا) مطالع المسرات ص۲۲۳ ونورہ صلی اللہ علیہ وسلم الحسی والمعنوی ظاہر واضح یعنی حضور علیہ السلام کا نور حسی اور معنوی واضح ہے۔) تفسیر صاوی ص۲۳۹ ج۲ میں ہے انہ اصل نور حسی ومعنوی یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر نور حسی اور معنوی کا اصل ہیں" تو تمام نبیوں۔ رسولوں۔ فرشتوں۔ لوح۔ قلم۔ عرش۔ کرسی۔ چاند۔ سورج اور ستاروں کے انوار اسی نور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پرتو ہیں۔ مولانا جامی علیہ الرحمۃ (۸۹۸ھ/۱۳۲۵ء) فرماتے ہیں:۔

ہم از لوح و قلم تا عرش و کرسی   ازاں نور است گر تحقیق پرسی

ان کے علاوہ تفسیر خازن ص۲۳ ج۲، تفسیر مدارک ص۲۱۴ جلد۱۔ تفسیر روح البیان ص۵۴۸ ج۱، تفسیر کبیر ص۳۹۵ ج۲، شفاء شریف وغیرہا میں اس نور سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

(۲) اللہ نور السمٰوٰت والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح (اللہ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے اور اس کی مثال مثل طاق ہے جس میں فانوس روشن ہے)۔ اس آیہ کریمہ میں مثل نورہ سے حضور کا وجود اطہر مراد ہے۔ تفسیر ابن جریر ص۱۰۱ جلد۸ جاء ابن عباس الی کعب الاحبار فقال حدثنی من قول اللہ عزوجل اللہ نور السمٰوٰت والارض الآیۃ فقال کعب مثل نورہ مثل محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ علی ابن الحسن الازدی قال ثنا یحیی بن الیمان عن اشعث عن جعفر بن ابی المغیرۃ عن سعید بن جبیر فی قولہ مثل نورہ قال محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ تفسیر خازن ومعالم التنزیل ص۹۳ ج۵ مثل نورہ ہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم قال سعید بن جبیر والضحاک ہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم شفاء شریف ص۱ ج۱، تفسیر حقانی ص۲۴۲ ج۵، تفسیر نبوی۔ تفسیر محمدی ص۳۰ ج۴ میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس، کعب احبار، سعید بن جبیر، سہل بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں المراد بالنور الثانی ھنا نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم وقولہ تعالیٰ مثل نورہ ای نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ نور ثانی سے مراد اللہ کے قول میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے"۔ تفسیر محمدی میں حافظ محمد لکھوی (۱۳۱۱ھ) نے بایں الفاظ تفسیر کی ہے، ؎

ابن عباس اور کعب احبار وچ معالم آیا   جو نور اللہ دا نبی محمد سینہ طاق ٹھہرایا

Marfat.com

مجدّدِ مائۃِ حاضرہ اعلیحضرت الشاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیۂ کریمہ کا یوں نقشہ کھینچا ہے،

شمع دل، مشکوٰۃ تن، سینہ زجاجہ نور کا　　تیری صورت کے لئے آیا ہے سورۂ نور کا

حضرت استاذ العلماء صدر الافاضل فخر الاماثل مولانا السید محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی علیہ الرحمۃ (۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء) فرماتے ہیں ؎

سراپا نور ہیں وہ نورِ حق نورٌ علیٰ نور　　کہ مشکوٰۃ ہے شان ان کی انہیں کیا واسطہ ظل سے

بفضل اللہ نابینا نہیں ہوں کیسے دوں نسبت　　کفِ پائے حبیبِ حق کو روئے ماہِ کامل سے

(۳) یاایھا النبی انا ارسلنک شاھدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا ۰ اس آیتِ کریمہ میں "سراجا منیرا" پ۲۲ - سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ شفاء شریف میں قاضی عیاض علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں وقد سماہ اللہ تعالیٰ فی القرآن نورًا وسراجًا منیرًا "بیشک قرآن حمید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کا نام نور اور سراجِ منیر (چمکتا ہوا آفتاب) رکھا"۔ حضرتِ حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۵۶۸ھ/۶۸۷ء) اپنے کلام رفیع الشان میں فرماتے ہیں ؎

فامسیٰ سراجًا منیرًا وھادیًا　　یلوح کما لاح الصیقل المھند

"وہ تشریف لائے چمکتے ہوئے آفتاب اور رہنما بن کر اور اس طرح چمکے جس طرح صیقل کی ہوئی تلوار چمکتی ہے"۔

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی (۱۳۲۲ھ/۱۹۰۵ء) نے امداد السلوک میں تحریر کیا ہے "نیز او حق تعالیٰ فرماید کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شاہد، مبشر، نذیر، داعیا الی اللہ، سراج منیر فرستادہ ایم ومنیر روشن کنندہ نور دہندہ را گویند"۔ (ترجمہ) نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو ہم نے حاضر و ناظر، خوشخبری دینے والا، ڈر سنانے والا، اللہ کی طرف بلانے والا، سراج منیر بنا کر بھیجا، منیر روشنی کرنے والے اور نور دینے والے کو کہتے ہیں"۔　مولوی محمد ادریس کاندھلوی نے مقاماتِ حریری کے اول میں جو اشعار لکھے ہیں ان میں سراجِ منیر کا بایں الفاظ ذکر کیا ہے۔

سراج منیر کشمس الضحیٰ　　وخیر البرایا ونور قدیم

(۵-۴) یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواھھم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکٰفرون ۰ پ۱۰ - یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکٰفرون ۰ "کافر ارادہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو مونہوں سے بجھا دیں

Marfat.com

مگر اللہ تعالےٰ نے اپنے نور کو پورا کرنا ہے اگرچہ کافر برا منائیں" حضرت ضحاک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اللہ تعالےٰ کے قول یریدون ان یطفئوا نور اللہ میں فرمایا:

یقول یریدون ان یھلکوا محمدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم" یہ کفار چاہتے ہیں کہ اپنے مونہوں سے اللہ کے نور کو مٹا دیں یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ہلاک کر ڈالیں"

ظفر علی خان صاحب (۱۹۵۶ء) نے کیا خوب کہا ہے ؎

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن — پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

حضرت امام الائمہ امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۵۰ھ) نے مسئلۂ نور کے بارے اپنا عقیدہ سرورِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور یوں پیش کیا ہے ؎

انت الذی من نورک البدر اکتسیٰ — والشمس مشرقۃ بنور بہاک

"آپ وہ ہیں کہ چودہویں رات کے چاند نے روشنی کا لباس آپ کے نور سے پہنا ہے اور سورج بھی آپ کے نورِ حسن سے روشن ہے"۔

حضرت محبوبِ سبحانی قطبِ ربانی شیخ عبد القادر جیلانی غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۵۶۱ھ/۱۱۶۶ء) بہجۃ الاسرار صلا پر ایک حدیثِ قدسی نقل فرماتے ہیں قال اللہ عز وجل خلقت روح محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم من نور وجھی کما قال النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اول ما خلق اللہ نوری (ترجمہ) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو اپنے چہرے کے نور سے پیدا کیا جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ تعالےٰ نے میرے نور کو پیدا کیا"۔ حضرت شیخ احمد سرہندی (۱۰۳۴ھ/۱۶۲۴ء) المعروف مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کنز الہدایات صلا۹ پر ارشاد فرماتے ہیں حقیقتِ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام جو ظہورِ اول ہے وہ تمام حقیقتوں کی حقیقت ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ دوسری حقیقتیں خواہ انبیاء کرام کی حقیقتیں ہوں یا ملائکہ عظام کی اس کے عکس کی مانند ہیں اور وہ حقیقتِ محمدی ان حقیقتوں کی اصل ہے۔ مکتوبات شریف دفتر سوم حصہ نہم صلا پر یوں تحریر فرماتے ہیں: باید دانست کہ خلقِ محمدی در رنگ خلق سائر افراد انسانی نیست بلکہ بخلقِ ہیچ فردے از افراد عالم مناسبت ندارد کہ او صلی اللہ علیہ وسلم کہ باوجود نشأ عنصری از نورِ حق جل و علا مخلوق گشتہ کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام خلقت من نور اللہ (ترجمہ) جاننا چاہیے کہ محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی پیدائش تمام انسانی افراد کی پیدائش کے رنگ میں نہیں ہے بلکہ کسی مخلوق کے تمام عالم کے افراد سے کسی فرد پیدائش میں مناسبت نہیں رکھتے اس لیے کہ آپ باوجود عنصری پیدائش

Marfat.com

جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں۔"

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ (۱۰۵۲ھ/۱۶۴۲ء) اپنی شہرۂ آفاق کتاب مدارج النبوۃ ص ۲ ج ۲ میں تحریر فرماتے ہیں: "بدانکہ اول مخلوقات و واسطۂ صدورِ کائنات و واسطۂ خلقِ عالم و آدم نورِ محمد است صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم چنانچہ در حدیثِ صحیح وارد شدہ اول ما خلق اللہ نوری و سائرِ مکنوناتِ علوی و سفلی ازاں نور و ازاں جوہرِ پاک پیداہ شدہ از ارواح و اشباح و عرش و کرسی، لوح و قلم، بہشت و دوزخ، ملک و فلک، انس و جن، آسمان و زمین، بحار و جبال، اشجار و سائرِ مخلوقات و کیفیت صدوِ ایں کثرت ازاں وحدت و بروز و ظہورِ مخلوقات ازاں جوہر عبارات و تعبیرات غریب آوردہ اند۔" (ترجمہ) جان کہ اول مخلوقات اور صدورِ کائنات و پیدائشِ عالم و آدم کے واسطہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نورِ مبارک ہے چنانچہ صحیح حدیث میں آیا ہے اول ما خلق اللہ نوری اول وہ جو پیدا کیا اللہ نے میرا نور ہے۔ اور باقی مکونات، مخلوقات علوی و سفلی اس نور سے پیدا ہوئی اور اس جوہر پاک سے روح اور شکلیں، عرش و کرسی، لوح و قلم، بہشت و دوزخ، انسان و جنات، آسمان و زمین، سمندر و پہاڑ، درخت اور باقی مخلوقات پیدا ہوئی اور وحدت (نورِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم) کثرت کی پیدائش کی کیفیت ہیں اس جوہر سے مخلوقات کے ظہور کی کیفیت میں عبارات و تعبیرات عجیب لائے ہیں۔"

حکیم دیوبند مولوی اشرفعلی تھانوی (۱۹۴۳ء) نشر الطیب ص ۶ پر تحریر کرتے ہیں کہ سب سے پہلے اللہ تعالےٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا فرمایا پھر وہ نور اللہ تعالےٰ کی قدرت سے جہاں اللہ تعالیٰ نے چاہا سیر کرتا رہا اور اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا، نہ بہشت تھی نہ دوزخ، نہ فرشتہ تھا، نہ زمین تھی نہ آسمان، نہ سورج تھا نہ چاند، نہ جن تھا نہ انسان۔" اور علامہ فضل حق خیرآبادی (۱۲۷۸ھ/۱۸۶۱ء) اپنے نعتیہ قصائد میں رقم پذیر ہیں:- (باغی ہندوستان ص ۱۲۸ - ۱۳۰)

هو اول النور السنی یتلوه کل تعین
ثانیه لیس بممکن عند الحصیف المهتدی

حضرتِ مولانا جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

وصلی اللہ علیٰ نورے کزو شد نورہا پیدا
زمیں از حبِّ او ساکن فلک در عشقِ او شیدا

حضرت خواجہ شمس الدین محمد حافظ شیرازی (۷۹۱ھ/۱۳۸۹ء) کا بیان بھی ملاحظہ فرمائیں ؎

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجهک المنیر لقد نور القمر

لا یمکن الثناء کما کان حقه
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر[1]

علامہ محمد اقبال (۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء) کا حیات آفرین کلام بھی ملاحظہ ہو ؎

---

[1] بعض حضرات نے اس رباعی کو مولانا جامی کی طرف کی ہے اور بعض نے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی طرف، لیکن میں نے "اقبال اور عشقِ رسول" مرتبہ رئیس احمد جعفری میں پڑھی ہے ۱۲ تابش قصوری

Marfat.com

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب | گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
عالمِ آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ | ذرۂ ریگ کو دیا تو نے طلوعِ آفتاب

ثابت ہوا کہ سرورِ دو عالم، نورِ مجسم، رسولِ معظم جناب احمدِ مجتبیٰ محمدِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بلا ریب سببِ کائنات اور اصلِ تخلیقِ مخلوقات ہیں۔

امام بیہقی طبرانی، حاکم نے مستدرک میں حضرت سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم رؤف رحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب حضرتِ آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی اور انہوں نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا کہ اے پروردگارِ عالم بصدقہ سید الانبیاء محمدِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم میری خطا معاف فرما ارشاد ہوا اذا سالتنی بحقہ فقد غفرت لک و لولا محمد ما خلقتک " اے آدم علیہ السلام تو نے ان کے وسیلہ سے مجھے سوال کیا پس میں نے تمہیں معاف کیا اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو تمہیں پیدا نہ کرتا۔"

دیلمی راس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے راوی ہیں کہ فرمایا رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اتانی جبرائیل فقال ان اللہ یقول لولاک ما خلقت الجنۃ و لولاک ما خلقت النار " میرے پاس جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور کہا اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اگر آپ نہ ہوتے میں جنت اور دوزخ کو نہ بناتا۔"

نزہۃ المجالس میں حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کس لئے مخلوق فرمائے گئے؟ فرمایا جب مجھ پر وحی نازل ہوئی۔ میں نے عرض کیا یا اللہ! تو نے مجھے کس لئے پیدا فرمایا؟ ارشاد ہوا لولاک ما خلقت ارضی و لا سمائی " اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنی زمین اور آسمان کو پیدا نہ کرتا۔" وعزتی وجلالی لولاک ما خلقت جنتی و لا ناری " مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم اگر آپ کو پیدا نہ کرتا تو میں اپنی جنت اور دوزخ نہ بناتا۔" اگر اللہ تعالیٰ آفتابِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا نہ فرماتا تو ذرہ بھر کو بھی عالمِ وجود میں نہ لاتا دنیا و اہلِ دنیا جنت و نار کی تخلیق آپ ہی کے باعث ہوئی۔ ابن عساکر نے حضرتِ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا محمدِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم مجھ پر وحی بھیجی گئی ارشادِ باری ہوا لقد خلقت الدنیا و اھلھا لاعرفھم کرامتک و منزلتک عندی لولاک ما خلقت الدنیا " میں نے دنیا اور اہلِ دنیا کو اس لئے پیدا فرمایا کہ جو

Marfat.com

عزت و منزلت آپ کی میرے نزدیک ہے ان پر ظاہر کروں۔ اگر آپ نہ ہوتے میں دنیا کو پیدا ہی نہ کرتا۔ اسی طرح متعدد احادیث قدسیہ میں آیا ہے لولاک لما خلقت الافلاک "آپ اگر نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا"۔ کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت محمدا "میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا مجھے یہ بات پسند آئی کہ میری پہچان ہو تو میں نے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو پیدا کیا" ؎

کنت کنزاً مخفیاً کا راز تابش کھل گیا　　جب جہاں میں سرورِ دنیا و دیں پیدا ہوئے

مذکورہ بالا احادیثِ قدسیہ سے روزِ روشن کی طرح روشن ہوا کہ آپ بلا شک و شبہ باعثِ تخلیقِ دو عالم و سببِ کائنات ہیں۔ حضرتِ امام الائمہ امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ بڑے ایمان افروز بیان کا اظہار فرماتے ہوئے بارگاہِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض گزار ہیں ؎

انت الذی لولاک ما خلق امرءٌ　　کلا و لا خلق الوریٰ لولاکا

"یا رسول اللہ! آپ وہ ہیں کہ اگر آپ کی ذاتِ پاک نہ ہوتی تو کوئی شخص پیدا نہ کیا جاتا بلکہ اگر آپ نہ ہوتے تو تمام کائنات ہی پیدا نہ ہوتی"۔

مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ (۶۷۲ھ/۱۲۷۳ء) یوں اظہار فرماتے ہیں ؎

با محمد بود عشقِ پاک جفت　　بہرِ عشقِ او خدا لولاک گفت
سید و سرور محمد نورِ جاں　　بہتر و مہتر شفیعِ مذنباں

شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ (۶۹۱ھ/۱۲۹۲ء) بارگاہِ رسالتمآب میں یوں عرض گزار ہیں ؎

تو اصلِ وجود آمدی از نخست　　دگر ہر چہ موجود شد فرعِ تست
ترا عزِّ لولاک تمکیں بس است　　ثنائے تو طٰہٰ و یٰس بس است

امام اہلِ سنت مجددِ مائۃ حاضرہ اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ (۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) اس کے تحت اپنے پاکیزہ خیالات کا اظہار یوں فرماتے ہیں ؎

سببِ ہر سبب منتہائے طلب　　علتِ جملہ علت پہ لاکھوں سلام

مرزا اسد اللہ خان غالبؔ (۱۲۸۵ھ/۱۸۶۹ء) اس کا خوب نقشہ کھینچتے ہیں ؎

آئینہ دار پرتوِ مہر است آفتاب　　شانِ حق آشکار ز شانِ محمد است
دانی اگر بمعنیٔ لولاک وا رسی　　خود ہر چہ از حق است از آنِ محمد است

ابوالفضل کے بھائی فیضی (۱۰۰۴ھ) یوں گویا ہیں ؎

Marfat.com

آں مرکزِ ہفت دورِ جدول گرداب نشینِ موجِ اوّل
چابک قدم بساطِ افلاک والا گہر محیطِ لولاک
قدرش بہ زمانہ ماہ و اکلیل نورش بہ فلک چراغ و قندیل
بودانشِ ما انجم و افلاک بخشند گو صاحبِ لولاکَ لما را نشناسیم

جگر مرادآبادی یوں رقمطراز ہیں ؎

لَولاکَ لَما خَلَقتُ الاَفلاک در مدحِ تو حسانِ ہر قصیدہ

علامہ اقبال اس بارے میں یوں گویا ہیں ؎

مسلماں راہمیں عرفان وادراک کہ درخود فاش بیند رمزِ لولاک

واضح ہو کہ جملہ موجودات حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ پیدا ہوئی جیسا کہ آپ ارشاد فرماتے ہیں اول ما خلق اللہ نوری وکل خلائق من نوری وانا من نور اللہ۔

صلاۃ الصفا فی نور المصطفٰے میں اعلیحضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان صاحب علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں "امام اجل سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد اور سیدنا امام احمد بن حنبل کے استاذ اور امام بخاری وامام مسلم رضی اللہ عنہم کے استاذ الاستاذ حافظ الحدیث احد الاعلام عبدالرزاق ابو بکر بن ہمام نے اپنی مصنف میں حضرت سیدنا ابن سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی قال قلت یارسول اللہ بابی انت وامی اخبرنی عن اول شیٔ خلقہ اللہ تعالیٰ قبل الاشیاء قال یاجابران اللہ تعالیٰ قد خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ فجعل ذلک النور یدور بالقدرۃ حیث شاء اللہ تعالیٰ ولم یکن فی ذلک الوقت لوح ولا قلم ولا جنۃ ولا نار ولا ملک ولا سماء ولا شمس ولا قمر ولا جنی ولا انسی (الحدیث) یعنی وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے ماں باپ حضور پر قربان مجھے بتا دیجئے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کیا چیز بنائی؟ فرمایا اے جابر! بے شک بالیقین اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ وہ نور قدرتِ الٰہی سے جہاں اس نے چاہا دورہ کرتا رہا۔ اس وقت لوح وقلم، جنت ودوزخ، فرشتگانِ آسمان وزمین، سورج، چاند، جن اور آدمی کچھ نہ تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے فرمائے۔ پہلے سے قلم، دوسرے سے لوح، تیسرے سے عرش بنایا۔ پھر چوتھے کے چار حصے کئے۔" الخ (صلاۃ الصفا ص۳،۲)۔

Marfat.com

اہلِ حدیث کے مشہور عالم مولوی وحید الزمان حیدر آبادی (۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء) ہدایۃ المہدی میں یوں رقمطراز ہیں بدأ اللہ سبحٰنہ الخلق بالنور المحمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فالنور المحمدی مادۃ اولیۃ لخلق السموات والارض وما فیھا یعنی اللہ تعالیٰ نے خلق کی ابتدا نورِ محمدی سے فرمائی پس تمام آسمانوں اور زمین اور اس میں جو کچھ ہے سب کی تخلیق کا مادہ اول نورِ محمدی ہے"۔ اور شیر طریقت حاشیہ شہباز شریعت ص۲۱۱ پر حافظ محمد لکھوی ارقام پذیر ہے کہ" ہر جوہر صافی را سایہ روشن تر باشد و آنحضرت انوار ہمہ بودند"۔

جب حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کو رب العزت جل وعلا نے ہم کلامی اور رسالت سے مشرف فرمایا تو ارشاد ہوا۔ اے موسیٰ (علیہ السلام)، خذ ما اعطیتک وکن من الشاکرین ومت علی التوحید وحب محمد۔ عرض کی خداوندِ عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں جن کی محبت تیری توحید سے مقرون ہے؟ ارشاد ہوا کہ محمد وہ ہیں جن کا نامِ نامی دو ہزار برس پہلے آسمان و زمین پیدا کرنے سے پہلے میں نے لکھا۔ اگر تو مجھ سے قرب حاصل کرنا چاہتا ہے تو ان پر کثرت سے درود بھیجا کر"۔ حضرتِ موسیٰ علیہ السلام نے پھر عرض کی کہ الٰہی مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے آگاہ فرما کہ وہ کون ہیں جن کے بغیر تجھ سے تقرب ہو ہی نہیں سکتا؟ خطاب ہوا لولا محمد و امتہ لما خلقت الجنۃ ولا النار ولا الشمس ولا القمر ولا اللیل ولا النہار ولا ملکا مقربا ولا نبیا مرسلا ولا ایاک۔ یعنی اگر محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی امت نہ ہوتی تو میں بہشت و دوزخ، چاند و سورج، رات دن، ملائکہ، انبیاء و رسل کسی کو پیدا نہ فرماتا اور نہ تجھے بناتا"۔

حضرتِ خواجہ فرید الدین عطار علیہ الرحمۃ (۶۲۷ھ) اپنی مثنوی منطق الطیر میں روح پرور انداز میں فرماتے ہیں ؎

آفتابِ شرع دریائے یقین	نورِ عالم رحمۃ للعالمین
خواجۂ کونین سلطانِ ہمہ	آفتابِ جان و ایمانِ ہمہ
نورِ او مقصود مخلوقات بود	اصلِ معدومات و موجودات بود

مولانا حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی (۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء) اپنی کتاب "نالۂ امداد غریب" ص۲ پر یوں فرماتے ہیں ؎

سب دیکھو نورِ محمد کا	سب بیچ ظہورِ محمد کا
جبریلِ مقرب خادم ہے	سب جا مشہور محمد کا

حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ (۵۰۵ھ/۱۱۱۱ء) دقائق الاخبار میں تحریر فرماتے ہیں ومن عرق

Marfat.com

وجہہ خلق العرش و الکرسی و اللوح و القلم و الشمس و الحجاب و الکواکب وما کان فی السماء۔" عرش و کرسی، لوح و قلم، سورج، حجاب، ستارے اور جو کچھ آسمانوں میں ہے آپ کے عرقِ روئے مبارک سے پیدا ہوئے۔

ان آیات و احادیث اور اقوالِ ائمہ سے آفتابِ ماہتاب سے بھی زیادہ روشن ہوا کہ آپ جملہ کائنات سے پہلے ہوئے جیسا کہ حضور نے خود فرمایا اول ما خلق اللہ نوری و کل خلائق من نوری وانا من نور اللہ۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ سب سے پہلے رب العالمین نے رحمۃ للعالمین کے نور کو پیدا فرمایا لہذا ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ ؎

بالیقیں نورِ مجسم ہیں محمد مصطفےٰ ۔۔۔ اصلِ تخلیقِ دو عالم ہیں محمد مصطفےٰ

Marfat.com

سایۂ نور؟

انوارِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے قلب و نظر، بصر و بصیرت کو منور کرنے کے بعد سایۂ مصطفٰے کا مسئلہ خود بخود حل ہو جاتا ہے کیونکہ نور اور سایہ کا اتفاق نہیں ہو سکتا، قادرِ مطلق نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جن بے شمار معجزات سے سرفراز فرمایا ہے ان میں سے ایک عظیم الشان معجزہ یہ ہے کہ آپ کے جسمِ انور کا سایہ نہیں تھا۔ آج تک کسی ایک بھی مسلمان کا نام پڑھنے سننے میں نہیں آیا جس نے کسی بھی نبی کے کسی معجزہ کو تسلیم کرنے سے انکار کیا ہو تو پھر خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی معجزہ سے ایماندار کے انکار کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔

اکابرِ امت نے ملتِ اسلامیہ کو اس مسئلہ پر بے پناہ مواد عطا فرمایا ہے، اختصار کے پیشِ نظر یہاں چند تصریحاتِ احادیث اور محدثین و مفسرین کرام کے اقوال و ارشادات پیش کئے جاتے ہیں ممکن ہے منکرین کے لئے خضرِ راہ ثابت ہوں۔

حضرتِ امام نسفی (م ۷۰۱ھ) فرماتے ہیں:-

قال عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان اللہ ما اوقع ظلک علی الارض لئلا یضع انسان قدمہ علی ظلک [1]

"حضرتِ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ بے شک اللہ تعالےٰ نے آپ کا سایہ زمین پر نہ ڈالا تاکہ کوئی انسان اس پر پاؤں نہ رکھ دے۔"

سیدنا امامِ اعظم ابو حنیفہ کے تلمیذ رشید حضرت امام عبداللہ بن مبارک اور محدث ابنِ جوزی رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت

---

[1] تفسیر مدارک التنزیل ج ۳ : ص ۱۰۳

Marfat.com

فرماتے ہیں :-

لم یکن للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ظل ولم یقم مع الشمس قط الا غلب ضوءہ ضوء الشمس ولم یقم ولم یقم مع سراج قط الا غلب ضوءہ ضوء السراج [1]

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا اور نہ کھڑے ہوئے آفتاب کے سامنے مگر یہ کہ آپ کا نور آفتاب کی روشنی پر غالب آگیا۔ نہ قیام فرمایا چراغ کی ضیاء میں مگر یہ کہ آپ کے انوار نے اس کی چمک کو مغلوب کر دیا۔"

حضرتِ حکیم الترمذی حضرت ذکوان تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرماتے ہیں :-

ان رسول اللہ علیہ وسلم لم یکن یریٰ لہ ظل فی شمس ولا قمر [2]

"رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ دھوپ میں نظر آتا اور نہ ہی چاندنی میں۔"

حافظ الحدیث علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ الخصائص الکبریٰ میں ایک مستقل باب مرتب فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں :-

باب الآیۃ فی انہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن لہ ظل فی شمس ولا قمر۔

اور پھر اس میں حکیم ترمذی سے حضرتِ ذکوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث نقل فرمانے کے بعد حضرتِ امام ابنِ سبع سے اس پر شہادت پیش فرماتے ہیں :-

قال ابن سبع من خصائصہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ظلہ کان لا یقع علی الارض وانہ کان نورا فکان اذا مشی

---

[1] جمع الوسائل (للقاری) ج ۱ ص ۱۷۶ - زرقانی علی المواہب ج ۴ ص ۲۲۰ شرحِ شمائل للمناوی ج ۱ ص ۴۷ -

[2] ترمذی ، نوادر الاصول ، زرقانی ۔ ج ۴ ص ۲۲۰ -

فی الشمس والقمر لا ینظر لہ ظل [1]

"ابن سبع نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائصِ کریمہ سے ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا کیونکہ آپ نور تھے۔ جب آپ دھوپ یا چاندنی میں چلتے تو سایہ نہیں دیکھا جاتا تھا۔"

حضرتِ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۴۴ھ) یوں ارقام پذیر ہیں :-

وما ذکر من انہ کان لا ظل لشخصہ فی شمس ولا قمر لانہ کان نورا وان الذباب کان لا یقع علیٰ جسدہ ولا ثیابہ [2]

"نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کی دلیلوں میں سے یہ دلیل بھی مذکور ہے کہ آپ کے جسمِ انور کا سایہ آفتاب کی روشنی اور چاند کی چاندنی میں نہیں ہوتا تھا اس لئے کہ آپ نور تھے اور بیشک آپ کے جسمِ اقدس اور لباسِ اطہر پر کبھی مکھی نہ بیٹھتی تھی۔"

شارح بخاری حضرتِ امام احمد بن محمد قسطلانی علیہ الرحمہ (م ۹۲۳ھ) سے منقول ہے :-

لم یکن لہ صلی اللہ علیہ وسلم ظل فی شمس ولا قمر [3]

امام محمد زرقانی شرح میں فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شمس و قمر کی روشنی اور چاندنی میں سایہ کے نہ ہونے کی وجہ ظاہر ہے کہ لانہ کان نورا اس لئے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور تھے۔

شیخ حسین بن محمد دیار البکری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :-

لم یقع ظلہ علی الارض ولا یریٰ لہ ظل فی شمس ولا قمر [4]

---

[1] الخصائص الکبریٰ ، ج ۱ ص ۶۸

[2] شفا شریف ، ج ۱ ص ۲۴۲

[3] زرقانی علی المواہب ، ج ۴ ص ۲۲۰

[4] کتاب الخمیس ، ص

Marfat.com

"آپ کا سایہ زمین پر واقع نہیں ہوا اور نہ سورج اور چاند کی روشنی میں دیکھا گیا"

حضرت امام راغب اصفہانی علیہ الرحمہ (م ۴۵۰ھ) نے یوں رقم فرمایا :-

روی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا مشی لم یکن لہ ظل لہ

"مروی ہے کہ جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم چلتے تو آپ کا سایہ نہ ہوتا"

حضرت امام شہاب الدین خفاجی مصری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۹۶ھ) تحریر فرماتے ہیں :-

لا ظل لشخصہ ای جسدہ الشریف اللطیف

"حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپائے لطیف کا سایہ نہیں"

حضرت علامہ برہان الدین احمد حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا :-

انہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مشی فی الشمس او فی القمر لا یکون لہ ظل لشخصہ لانہ کان نورًا ۲

"بے شک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سورج یا چاند کی روشنی میں چلتے تو آپ کے جسم انور کا سایہ نہیں ہوتا تھا اس لئے کہ آپ نور ہیں"

علامہ شہاب الدین احمد بن حجر مکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :-

ومما یؤید انہ صلی اللہ علیہ وسلم صار نورا انہ کان اذا مشی فی الشمس والقمر لا یظھر لہ ظل لانہ لا یظھر الا للکثیف وھو صلی اللہ علیہ وسلم قد خلصہ اللہ من سائر الکثافات الجسمانیۃ وصیرہ نورا صرفا لا یظھر لہ ظل اصلا ۳

---

۱ مفردات امام راغب ، ص ۳۱۷

۲ سیرت حلبیہ ، ج ۲ ، ص ۴۲۲

۳ افضل القریٰ ، ص ۷۲

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نوری ہونے کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ حضور جب چاند، سورج کی روشنی میں چلتے تو آپ کا سایہ ظاہر نہ ہوتا تھا اس لیئے کہ سایہ کثیف کا ظاہر ہوتا ہے اور حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو تو اللہ تعالیٰ نے تمام کثافتوں سے پاک فرما کر آپ کو نورِ خالص بنا دیا تھا اس لیئے حضور کا سایہ بالکل ظاہر نہیں ہوتا تھا"

علامہ شیخ محمد طاہر مجمع البحار ج ۳ ص ۵۰۴، علامہ شیخ سلیمان جمل فتوحاتِ احمدیہ شرح ہمزیہ ص ۵، امام احمد مناوی شرح شمائل ج ا ص ۴۷، ملا علی قاری جمع الوسائل لشرح الشمائل ج ا ص ۷۶، ایں ہمی مضمون کو بالفاظِ متقاربہ علی الترتیب اس طرح لائے ہیں:۔

لایظھر له ظل لم یکن له صلی اللہ علیہ وسلم ظل فی شمس ولا قمر لم یکن للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ظل عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما لم یکن له صلی اللہ علیہ وسلم ظل۔

اسی طرح سیرت شامی میں صاحبِ شامی بھی مضمون ارقام فرماتے ہیں، یونہی امام فخرالدین رازی نے تفسیر روح البیان میں اظہارِ خیال فرمایا ہے۔ سیرتِ حلبیہ ج ۲ ص ۹۴ پر امام تقی الدین سبکی کا یہ شعر بھی اسی عقیدہ پر شاہد ہے ؎

لقد نزہ الرحمٰن ظلك ان یریٰ
علی الارض ملقی فانطوی لمزیۃ

"رحمٰن نے آپ کے سایہ کو زمین پر واقع ہونے سے پاک فرمایا اور پامالی سے محفوظ رکھنے کے لیئے آپ کی عظمت وفضیلت کی بنا پر اسے لپیٹ دیا"

صاحب الوفا رکی یہ حقیقت افروز رباعی بھی ملاحظہ فرمائیے ؎

ما جر لظل احمد اذیال
فی الارض کرامۃ کما قد قالوا

Marfat.com

ھٰذا عجب وکم بہ من عجب
والناس لظلہ جمیعا قالوا

حضورِ سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سایہ کا دامن بہ سبب بزرگی زمین پر نہیں کھینچا گیا، یہ بات کس قدر تعجب خیز ہے کہ تمام لوگ آپ کے زیر سایہ آرام بھی فرماتے ہیں۔"

اس روح پرور، ایمان افروز رباعی کو علامہ خفاجی علیہ الرحمہ نسیم الریاض ج ۳ ص ۳۱۹ میں بھی لائے ہیں اور پھر نتیجہ کے طور پر تحریر فرماتے ہیں :-

وقد نطق القراٰن بانہ النور المبین وکونہ بشرا لا ینافیہ۔

"اس پر قرآنِ کریم شاہد و ناطق ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نورِ مبین ہیں اور حضور کا جامۂ بشریت میں ہونا سایہ نہ ہونے کے منافی نہیں۔"

امام ربانی حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ یوں ارقام پذیر ہیں :-

"ناچار اور اسایہ نبود ------ نیز در عالمِ شہادت سایۂ ہر شخص از شخص لطیف تراست وچوں لطیف تر ازوے در عالم نباشد او را سایہ چہ صورت دارد۔" [1]

"بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہیں تھا کیونکہ اس جہان میں ہر شخص کا سایہ اس سے زیادہ لطیف ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ لطیف جہان میں کچھ بھی نہیں تو پھر آپ کے لئے سایہ کس وجہ سے ہو سکتا ہے۔"

نیز ایک اور مقام پر فرماتے ہیں :-

"ہر گاہ محمد رسول اللہ از لطافت ظل نبود خدائے محمد چگونہ

---

[1] مکتوبات شریف، ج ۳ ص ۱۸۷

Marfat.com

نظل باشد لہ

"جب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے بسبب لطیف ہونے کے سایہ نہیں ہے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خدا کے لئے سایہ کیسے ہو سکتا ہے؟"

۵

لم یخلق الرحمٰن مثل محمد
ابدا وعلمی انہ لا یخلق

"اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مثل پیدا ہی نہیں کیا اور میرا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ پیدا ہی نہیں کرے گا۔"

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ یوں تحریر فرماتے ہیں:-

"نبود مر آنحضرت را سایہ نہ در آفتاب و نہ در قمر رواہ الحکیم الترمذی عن ذکوان فی نوادر الاصول الی ان قال ونور یکے از اسمائے آنحضرت است ونور را سایہ نباشد۔" ٢ہ

نیز دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:-

"ونمی افتاد آنحضرت را سایہ بر زمین کہ محل کثافت ونجاست است و دیدہ نہ شد او را سایہ در آفتاب (الیٰ ان قال) چوں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عین نور باشد نور را سایہ نباشد۔" ۳ہ

"آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے سایہ نہیں تھا اس لئے کہ آپ نور ہیں اور نور کے لئے سایہ نہیں ہوتا۔"

اسی طرح مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۱۶۱ میں ہے:-

"عثمان بن عفان گفت کہ سایہ شریف تو بر زمین نمی افتد کہ مبادا بر زمین

لہ مکتوبات شریف، ج ۲ ص ۲۳۷

٢ہ مدارج النبوۃ ج ۱ ص ۲۱ ۳ہ ایضاً ص ۱۱۸

Marfat.com

نجس افتد "

" حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ حضور کا سایہ شریف زمین پر واقع نہیں ہوتا کہ کبھی پلید زمین پر واقع نہ ہو جائے "

نیز معارج النبوۃ رکن چہارم ص ۱۰۰ میں حضرتِ ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے :-

" ذی النورین گفت بآں دلیل کہ خدائے تعالےٰ روا نمی دارد کہ سایۂ تو بر زمین افتد و سبب او آنست کہ مبادا زمین نجس باشد یا آنکہ کسے پائے قدم بر سایۂ تو نہند "

" حضرت ذوالنورین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عرض کی کہ خداوند تعالیٰ یہ جائز نہیں رکھتا کہ آپ کا سایہ زمین پر واقع ہو اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسا نہ ہو کہ زمین پلید ہو یا کوئی آپ کے سایہ پر قدم رکھے "

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ اسی مضمون کو بایں الفاظ درج فرماتے ہیں :-

" از خصوصیاتیکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را در بدنِ مبارکش دادہ بودند کہ سایۂ ایشاں بر زمین نمے افتاد " ؎۱

" جو خصوصیتیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بدن مبارک میں عطا کی گئی تھیں، ان میں سے ایک یہ تھی کہ آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا "

شیخ المفسرین حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :-

می گویند کہ رسولِ خدا را سایہ نبود ؎۲

" اولیائے امت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا "

؎۱ تفسیر عزیزی پارہ عمّ ، ص ۲۱۹

؎۲ تذکرۃ الموتیٰ والقبور ، ص ۳۱

Marfat.com

الفاضل الکامل ملا محمد معین الواعظ الکاشفی الہروی علیہ الرحمہ یوں رقمطراز ہیں :-

قال العلماء قدس ارواحہم کان فی نفسہ علیہ السلام عشر معجزات یعلم بھا کل من لہ عقل انہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی در ذاتِ بابرکات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دہ چیز بود از معجزات و آیہ برسالت او، اول آنکہ ذاتِ بابرکات مقدس نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم چندانکہ در آفتاب نزد کردے و در ماہتاب آمد و شد نمودی سایۂ وی بر زمین نمے افتاد زیرا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اصلا سایہ نبود و دریں باب اشارت چند حکمت گفتہ اند یکے آنکہ چوں ذاتِ بابرکاتش نوری بود مجسم گشتہ و تمامی نیرات از ذاتِ عالی صفات او استفاضۂ انوارِ صوری و معنوی نمودہ و ظل چوں از ظلمتے خالی نیست ملایم ذاتِ نورانی صفات آں آفتاب فلک سروری و خورشید سپہر پیغمبری صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم نبود ؎

ذاتِ تو خورشید سپہر صفاست | لاجرمش سایہ نہ اندر قفاست
سایہ چساں با تو کند ہمسری | رو کہ تو خود سایہ نور الٰہی

حکمتِ دیگر آنکہ نورِ آفتاب لمعۂ بود از نورِ ذاتِ عالی صفات آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم و در انارۂ نورِ او غالب بود بر نورِ آفتاب تا بمرتبہ کہ آفتاب عکسے بود از سایۂ وجود باجود او ؎

اے خواجہ کہ عشقِ ازلی مایۂ تست | بر ہفت فلک کمینہ یک پایۂ تست
جسمت ز لطافت چو ندارد سایہ | زانست کہ آفتاب در سایۂ تست

حکمتِ دیگر آنکہ در ظل ہر چیزی مثلِ اوست چوں آنحضرت را صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از زمان ایجاد خلق تا وقت افنا آں مثل و نظیر نبود لاجرم سایہ کہ مثل شخص است از ذاتِ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم منتفی است ؎

سایہ چوں با شخص کند ہمسری | نیست تزا در خور و مہ ہمسری

Marfat.com

چونکہ نظیرت نبود در جہاں　　سایہ ترا نیست ازاں ہمعناں

حکمتِ دیگر آنست کہ زمین از آلائش خالی نیست حق تعالیٰ نمیخواست کہ سایۂ ذاتِ پاک محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بر خاک افتد نباید کہ بر جائے ناپاک افتد صیانت ایں معنٰی نمودہ بدیں خصیصہ اش مخصوص گردانید ؎

سایہ ندیدست بزمیں ہیچ کس　　نور بود سایۂ خورسید و بس

جانت از آلائش تن پاک بود　　سایہ نینداخت بریں خاک بود

حکمتِ دیگر آنکہ ظل ظلیل و سایۂ نبیل آن پیغامبر باتبجیل علیہ الصلوٰۃ والسلام بر زمین افتادی واقدام کافراں ومنافقاں برآں محل رسیدی مناسب علوِ مرتبت و رفعت و منزلتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبودی لاجرم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلال احدیت جل وعلا سایہ گرانمایہ آنحضرت محمدیہ را صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ازیں نوع اہانت وصیانت فرمود کہ و لا یقع ظلہ علی الارض ؎

من آں نیم کہ قدم بر قدم نہم لیکن
بہر زمین کہ تو می نہی سرم آنجاست

حکمتِ دیگر آنکہ چنانکہ در دنیا دعای خود را از برائے شفاعتِ امت ذخیرہ ساخت چنانچہ فرمود لکل نبی دعوۃ مستجابۃ و انما حسابت دعوتی شفاعۃ لاھل الکبائر من امتی ہمچنیں سایہ خود را در دنیا ذخیرہ ساخت از برائے آفتاب قیامت گذاشت [1]

حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمہ کس خوبصورت انداز سے ارشاد فرماتے ہیں ؎

چوں فناش از فقر پیرایہ شود
او محمد وار بے سایہ شود

(مثنوی شریف دفتر پنجم)

---

[1] تتمہ معارج النبوۃ فی مدارج النبوۃ ، ص ۱۲ - ۱۳ -

اس کی شرح میں مولانا بحر العلوم ارقام پذیر ہیں کہ :-

" در مصرعۂ ثانی اشارہ بہ معجزۂ آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم کہ آں سرور را سایہ نمی افتاد "

" دوسرے مصرعہ میں سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مشہور معجزہ کی طرف اشارہ ہے کہ حضور کا سایہ نہیں تھا "

امامِ اہلِ سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کی اس مسئلہ پر بڑی مؤثر اور مدلل تصانیف موجود ہیں جن میں بڑی وضاحت سے تحریر کیا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسمِ انور کا سایہ نہیں کیونکہ آپ نورِ مبین ہیں اور نور کا سایہ نہیں۔ اسی طرح آپ نے اپنے نعتیہ کلام میں اس مشہور معجزہ کو نہایت ایمان پرور الفاظ میں منظوم فرمایا۔ تفصیل کے لئے دیکھئے آپ کی گرانقدر تصانیف میں سے "قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام"، "نفی الفیئ عمن انار کل شیئ"، "صلاۃ الصفاء"، "حدائق بخشش" وغیرہ البتہ یہاں آپ کے والدِ ماجد امام الاصفیاء حضرت مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمہ کی ایک حسین و جمیل تحریر پیش کی جاتی ہے جس میں اس مسئلہ کو وہ ایسے رنگ میں لائے ہیں کہ سبحان اللہ! ذرا اندازِ بیان کی خوبی لطافت دیکھئے اور اپنے عقیدہ کو جلا بخشیئے:-

" سایہ بلند پایہ اس قدِ زیبا کا عنقا رقاف نایابی ہے یا سرمۂ چشمِ عدم، اور ظل ہمایوں اس سایۂ خدا کا عینِ نور یا نور عین نیرِ اعظم، ماہِ منور کے قریب اندھیرا کسی نے دیکھا ہے؟ اور مہرِ انور کے پاس سایہ کب آسکتا ہے ؎

فتادہ سایہ زاں خورشید رخ دور

کہ باہم راست ناید ظلمت و نور

اگر جسمِ نورانی کے لئے سایہ فرض کیا جائے تو نور کے سوا کیا نظر آئے گا، اگر وہ سایہ دیدۂ اہلِ بصیرت میں نہ سماتا، نورِ معرفت انہیں نظر آتا؟ اور جو وہ ظلِ ہمایوں آئینۂ مہر و مہ میں منعکس نہ ہوتا، آسمان انہیں آنکھ کا تارا نہ بناتا، مقام اس قامت سراپا عظمت کا اس سے برتر اور اعلیٰ ہے کہ ہمسر اس کا پایا جائے اور مرتبہ اس

Marfat.com

جسم مبارک کا اس سے بہت بالا ہے کہ پیرو اس کا جا کر افتادہ نظر آسکے

یا ایھا المشتاقون بنور جمالہ صلوا علیہ و آلہ اللّٰھم

صل علی نور الھدیٰ و بدر الدجیٰ وسلم تسلیما ؎۱

مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی یوں لکھتے ہیں :۔

وحق تعالیٰ آں جناب سلامہ علیہ را نور فرمود و بہ تواتر ثابت شد کہ آنحضرت عالی سایہ نداشتند وظاہر است کہ بجز نور ہمہ اجسام ظل می دارند ؎۲

" اور اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نور فرمایا نیز یہ تواتر سے ثابت ہے کہ آپ کا سایہ نہیں تھا کیونکہ آپ نور ہیں اور نور کے سوا تمام اجسام سایہ رکھتے ہیں "

جناب مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی کا بیان بھی ملاحظہ ہو :۔

" یہ جو مشہور ہے کہ سایہ نہ تھا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تو یہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے گو وہ ضعیف ہیں مگر فضائل میں متمسک بہ ہو سکتی ہیں " ؎۳

دوسری جگہ یہ الفاظ ملتے ہیں :۔

" یہ بات مشہور ہے کہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سایہ نہیں تھا (اس لئے کہ) ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سرتا پا نور ہی نور تھے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ظلمت نام کو بھی نہ تھی اس لئے آپ کے سایہ نہ تھا کیونکہ سایہ کے لئے ظلمت لازمی ہے " ؎۴

لگے ہاتھوں مفتی دیوبند جناب عزیز الرحمٰن کے قلم سے ایک فتوےٰ بھی دیکھ لیجئے :۔

؎۱ سرور القلوب فی ذکر المحبوب ، ص ۸۱

؎۲ امداد السلوک ، ص ۸۵ ؎۳ میلاد النبی جوہم المریع فی الربیع ، ص ۵۷۲ ۔

؎۴ شکر النعمۃ بذکر الرحمہ ص ۳۹ (بحوالہ ذکرِ جمیل از مولانا محمد شفیع اوکاڑوی)

Marfat.com

سوال ۱۴۶۴ وہ حدیث کونسی ہے جس میں یہ ہے کہ رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر واقع نہیں ہوتا تھا؟

الجواب

امام سیوطی نے خصائصِ کبرےٰ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر واقع نہ ہونے کے بارے میں یہ حدیث نقل فرمائی اخرج الحکیم الترمذی عن ذکوان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یریٰ لہ ظل فی الشمس والقمر الخ اور تواریخِ حبیبِ الٰہ میں مفتی عنایت احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ آپ کا بدن نور تھا اسی وجہ سے آپ کا سایہ نہ تھا، مولوی جامی رحمۃ اللہ نے آپ کے سایہ نہ ہونے کا خوب نکتہ لکھا ہے اس قطعہ میں:۔

پیغمبرِ ما نداشت سایہ — تا شک بدل یقیں نیفتد
یعنی ہر کس کہ پیروِ اوست — پیداست کہ پا زمیں نیفتد

فقط واللہ تعالےٰ اعلم

کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ [۱]

حافظ محمد لکھوی والے[۲] یوں ارقام طراز ہیں:۔

"خدائے تعالیٰ در آخر سورۂ انبیاء رب فرمود وما ارسلناک الا رحمۃ للعٰلمین یعنی نہ فرستادہ ایم ترا یا محمد مگر رحمت برائے جہانیاں، پس گویا سایۂ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں ست، ہر کہ قابلِ رحمت است زیرِ سایۂ او درآید ومصنف سیزدہ وجہ بیان کردہ برائے عدم سایۂ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم در سیزدہ بیت کہ از قول او ع

اس رحمت عالم سند اسایا دھرتی مول نہ پوندا!

تا قولہ ع — بس کہ نور محمد کیونکر سایہ سرور کھترا

---

[۱] عزیز الفتادے، ج ۶ ص ۲۰۲۔ [۲] درشیبِ طریقت برحاشیہ شہباز شریعت

Marfat.com

یکے آنکہ تا کافرے یا منافقے براں پائے نہ نہند، دوم آنکہ سایہ خالی از ظلمت و تاریکی نباشد و جسم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نورانی است، سوم آنکہ سایہ خود را برائے شفاعت روز محشر ذخیرہ داشتہ چنانکہ دعائے خود را ذخیرہ داشتہ کہ در حدیث بخاری و مسلم مسطور است، چہارم آنکہ سایہ او رحمت ست، پنجم آنکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیشوائے جہاں ست مبادا کہ سایہ پیش او شود، ششم آنکہ سایہ ہر چیز نزدیک او باشد و سایہ تاریک است و آں حضرت روشن ترین جملہ اشیاء ست پس مناسب نیست کہ تاریکی نزدیک انور آید، ہفتم آنکہ دلیل سایہ آفتاب و سایہ ہر چیز بہ بلند شدن آفتاب گم میگردد و مناسب نبود کہ آفتاب سایہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را کم سازد، ہشتم آنکہ در علم الٰہی مردم دو گروہ اند قولہ تعالیٰ فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر پس مناسب نبود کہ در سایہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسے در آید، نہم آنکہ سایہ ہر شخصے بہ سجدہ باشد بر زمین و اکثر شخصہا خود از سجدہ محروم می باشند و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سردار رکوع و سجود کنندگان بود پس حاجت سجود سایہ نبود، دہم آنکہ خدائے تعالیٰ مومناں را از ظلمت برآوردہ بسوئے نور می آرد و اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را سایہ ظاہر بودے عکس ایں امر شد، یازدہم آنکہ بر جوہر صافی را سایہ روشن تر باشد و آنحضرت انوار ہمہ بودند، دوازدہم آنکہ سایہ ہر کسے بر زمین بہ سایہ دیگرے می آمیزد و مناسب نبود کہ سایہ دیگراں بیامیزد، سیزدہم آنکہ سایہ بر چیز صافی صافی می نماید و بر چیز ناپاک ناپاک می نماید پس مناسب نبود کہ سایہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناپاک نماید (واللہ اعلم)

"مسئلہ سایہ" میں حضرت فقیہ اعظم استاذی المکرم مولانا الحاج ابو الخیر محمد نور اللہ نعیمی دامت برکاتہم نے مذکورہ فارسی عبارت کا اردو میں ترجمہ فرمایا ہے تبرکاً اسی کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جاتی ہے، آپ فرماتے ہیں:-

Marfat.com

"مولانا نور محمد صاحب جوڑوی نے اپنی مشہور کتاب "شہباز شریعت" ص ۲۱۰، ۲۱۱ کے تیرہ شعروں میں سایہ نہ ہونے کی تیرہ دلیلیں بیان کی ہیں جن کی تفصیلی تقریر جناب حافظ محمد صاحب لکھی والے اس کے حاشیہ "شیر طریقت" میں بایں الفاظ ذکر فرماتے ہیں:۔

لہ (اوہ رحمت الخ) خدا تعالیٰ نے قرآن مجید سورۂ انبیاء کے آخر میں فرمایا ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعٰلمین یعنی اور نہیں بھیجا ہم نے تم کو مگر رحمت واسطے جہانوں کے، پس گویا سایہ آنحضرت کا بھی ہے اس لئے کہ جو شخص قابل رحمت ہے وہ اس سایہ کے نیچے آجاتا ہے۔ مصنف نے آنحضرت کے سایہ نہ ہونے کے بارہ میں تیرہ وجوہ تیرہ بیتوں میں بیان کی ہیں، ابتدا ان تیرہ بیتوں کی اس مصرعہ سے ہے ع

اس رحمت عالم سندا سایہ دھرتی مول نہ پوندا

اور آخری مصرعہ ان تیرہ بیتوں کا یہ ہے ع

بس کر نور محمد کیونکر سایہ سرور رکھدا

پھر تیرہ وجوہ ایک ایک کر کے بیان کرتے ہیں:۔

اول یہ کہ کافر یا منافق اس سایہ پر پاؤں نہ رکھے۔ دوسرے یہ کہ سایہ تاریکی اور سیاہی سے خالی نہیں ہوتا اور آنحضرت کا جسم نورانی ہے، تیسرے یہ کہ اس نے اپنا سایہ واسطے آخرت کے ذخیرہ رکھا ہے جیسا کہ اپنی دعا کو شفاعت کے لئے ذخیرہ رکھا چنانچہ حدیث بخاری و مسلم میں لکھا ہوا ہے۔ چوتھے یہ کہ سایہ اس کا رحمت ہے۔ پانچویں یہ کہ آنحضرت جہان کے پیشوا ہیں ایسا نہ ہو کہ سایہ اس کے آگے ہو۔ چھٹے یہ کہ سایہ ہر چیز کا اس کے نزدیک ہوتا ہے اور سایہ تاریک ہے اور آنحضرت تمام چیزوں سے زیادہ روشن ہیں پس مناسب نہیں کہ تاریکی اس کی اس کے نزدیک آئے جو بہت روشن ہے۔ ساتویں یہ کہ سایہ کی دلیل آفتاب ہے اور سایہ ہر چیز کا سبب بلند ہونے آفتاب کے کم ہو جاتا ہے اور مناسب نہ تھا کہ آفتاب آنحضرت کے سایہ کو کم کر دے۔ آٹھویں یہ کہ علم الٰہی میں لوگ دو گروہ ہیں فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر

Marfat.com

یعنی ایک گروہ جنتی اور ایک گروہ دوزخی، پس مناسب نہ تھا کہ کوئی شخص اس کے سائے کے نیچے آئے اور پھر دوزخی ہو جاتے۔ نویں یہ کہ سایہ ہر شخص کا زمین پر سجدہ میں ہوتا ہے اور اکثر لوگ آپ ہی سجدہ سے محروم ہوتے ہیں اور آنحضرت رکوع اور سجود کرنے والوں کے سردار تھے، پس حاجت سجود سایہ کی نہ تھی۔ دسویں یہ کہ خدا تعالیٰ مومنوں کو تاریکی سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے اور اگر آنحضرت کا سایہ ظاہر ہوتا تو اس کا عکس ہوتا۔ گیارہویں یہ کہ جوہر صافی کا سایہ بہت روشن ہوتا ہے اور آنحضرت سب سے زیادہ روشن تھے۔ بارہویں یہ کہ سایہ ہر ایک دوسرے کے سایہ سے مل جاتا ہے اور مناسب نہ تھا کہ آنحضرت کا سایہ دوسروں کے سایہ سے خلط ملط ہوتا۔ تیرہویں یہ کہ صاف چیز پر سایہ صاف دکھائی دکھاتا ہے اور ناپاک چیز پر سایہ بھی ناپاک نظر آتا ہے پس مناسب نہ تھا کہ آنحضرت کا سایہ ناپاک دکھائی دیتا۔"

ان عبارات سے روزِ روشن کی طرح واضح ہوا کہ صحابہ کرام، تابعین، مجتہدین، ائمہ کرام، محدثین و مفسرینِ عظام، علماء و صوفیاء اور اولیاء اللہ کا مذہب و عقیدہ یہ ہے کہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جسمِ انور بے سایہ تھا۔

اکابرِ امت کے اقوال و ارشادات اور منظوم خیالات سے مستفیض ہونے کے بعد برِ صغیر کے اَن گنت شعراء میں سے چند حضرات کے اشعار پیش کیے جاتے ہیں جنہوں نے اس عقیدہ کو بڑے لطیف پیرائے میں نعت کا موضوع بنایا اور اس مسئلہ کو رنگا رنگ نکات سے مزین کیا ہے۔

آج کل بہت کم شعراء قرآن و احادیث کے مضامین کو نظم کا لباس پہناتے ہیں۔ یہ اشعار ان کے لئے بھی یقیناً مینارِ نور کی حیثیت رکھیں گے تاکہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں حضور کے اوصافِ جمیلہ، کمالاتِ حمیدہ اور معجزاتِ کریمہ کا کھل کر اظہار فرما سکیں۔

Marfat.com

کلامِ شعراء

حضرتِ امیر خسرو دہلوی علیہ الرحمہ :

برہنہ گرداں قیامت بدوش | گشتہ ز ذیلِ کرمش حلہ پوش
سایہ خویش آنکہ نکردیش نشر | داشتہ از پئے خورشید حشر
تا چو بسوزیم دراں آفتاب | خود فگنے سایہ براہلِ عذاب
از عملِ خویش ندارم امید | بر کرمِ تست مرا عثمید
ایں ہمہ گستاخی ما بر گناہ | زاں سبب آمد کہ توئی عذر خواہ
من کہ بجاں بستہ روئے توام | خسروم اما سگِ کوئے توام

(تتمہ معارج النبوۃ)

شیخ عبدالاحد مجددی :

ازاں سایہ کہ او قدش نبودند | سواد مردم بینش نمودند

(ارمغانِ نعت)

فیضی :

اُمّی و دقیقہ دانِ عالم | بے سایہ و سائبانِ عالم

(اقبال اور عشقِ رسول)

حکیم فیروزالدین طغرائی امرتسری :

آفاق ز آفتاب رخت گشت مستنیر | بے سایہ زاں کہ ز نور آفریدہ ای

(فارسی گویانِ پاکستان)

علیم اللہ علیم (قلات)

در نظر آمد مرا اندر کتاب | معجزہ بسیار بودش بے حساب

Marfat.com

ہیچگہ سایہ نبود شش بر زمین　　　نور را سایہ نباشد بالیقین

(شعر فارسی در بلوچستان)

مولانا غلام محی الدین قصوری علیہ الرحمہ :

سایہ نبود شش بر زمیں اے فلاں　　　سایہ ندید ست کس از روح وجاں

(تحفۂ رسولیہ)

اعلیٰ حضرت رضا بریلوی :

جلتی تھی زمیں کیسی، تھی دھوپ کڑی کیسی
لو وہ قدِ بے سایہ اب سایہ کناں آیا

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

قدِ بے سایہ کے سایۂ مرحمت　　　ظلِ ممدودِ رأفت پہ لاکھوں سلام

(حدائقِ بخشش)

مولانا حسن رضا خاں بریلوی :

یہی منظور تھا قدرت کو کہ سایہ نہ بنے　　　ایسے یکتا کے لئے ایسی ہی یکتائی ہے

(ذوقِ نعت)

حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ :

سراپا نور ہیں وہ نورِ حق نورٌ علیٰ نورٍ　　　کہ مشکوٰۃ ہے شان انکی انہیں کیا واسطہ ظل سے

(دیوانِ نعیم)

مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا نوری :

وہ ہیں خورشیدِ رسالت نور کا سایہ کہاں　　　اس سبب سے سایۂ خیر الوریٰ ملتا نہیں

(قبالۂ جنت)

مولانا ضیاء القادری :

عیاں تھی شانِ یکتائی نہ تھا سایہ محمد کا　　　شعاعِ نورِ وحدت جسمِ انور تھا محمد کا
نہ پایا چاندنی شب میں نہ دیکھا روزِ روشن میں　　　مہ و خورشید ڈھونڈا ہی کئے سایہ محمد کا

(تجلیاتِ نعت)

Marfat.com

امیر مینائی :

زمیں پر عمر بھر ہم نے نہ پایا اس کے سائے کو
سمجھتے ہی نہ تھے کچھ آج تک ہم اس کنائے کو (محامدِ خاتم النبیین)

نقیضین آکر گلے مل رہی ہیں کہ بے سایہ عالم پہ سایہ فگن ہے
(نامعلوم) (نوری کرن، خیر البشر نمبر ۱۹۶۱ء)

کیف ٹونکی :

قد ہے بے سایہ بدن نور خدا کا محبوب ہے خدائی سے یہ انسان نرالا کیسا
پھر قدِ پاک کا سایہ بھی بنتا بے شک گر خدا نے تمہیں یکتا نہ بنایا ہوتا
یہ ظاہر بات ہے سایہ کا سایہ ہو نہیں سکتا خدا کا ہے وہ سایہ کیا ہو سایہ اس قد کا
(بوستانِ نعت)

فائق بریلوی :

واہ رے یکتائی ایسے کو کیا اپنا حبیب جس کے سایہ ہی نہ تھا اور مثل بھی نایاب تھی
(بوستانِ نعت)

راسخ دہلوی :

حقیقت میں خدا لگتی کہی پیرِ طریقت نے رسولِ عالمِ معنی تھا سایہ آپ کے قد کا
(بوستانِ نعت)

عطا بدایونی :

زمیں پر نقشِ پائے مصطفٰے خورشیدِ رحمت ہے بنا ہے ظلِ رحمت عرش پہ سایہ محمد کا
(بوستانِ نعت)

بیان میرٹھی :

لولاک لما کی شان دونوں میں رہی
سائے سے عدم بنا تو جلوے سے وجود

Marfat.com

محسن کاکوروی :

مجھ کو نہیں چاہیئے کسی کا سایہ　　انساں کا ملک کا یا پری کا سایہ
سایہ نہ تھا جس کے تنِ اطہر کے لئے　　میرے سر پر رہے اسی کا سایہ

مفتی غلام سرور لاہوری :

قدِ بے سایہ وہ قلعہ تھا جس کے سایہ کے تلے　　رات دن روشن تھے مہرِ انور و بدرِ کمال

(کلیاتِ سرور)

میرحسن دہلوی :

یہ تھا رمز اس کے جو سایہ نہ تھا　　کہ رنگِ دوئی واں تک آیا نہ تھا

(ارمغانِ نعت)

قلندر بخش جرأت :

دلیل اس کی ہے یکتائی کی یہ لاریب اے جرأت
کہ تھا سایہ نہ اس محبوبِ ذاتِ کبریائی کا

(ارمغانِ نعت)

امام بخش ناسخ لکھنوی :

گھسے مثلِ قلم پائے طلب لیکن نہ ہاتھ آیا
نشانِ سایۂ احمد نشاں تصویرِ احمد کا

(ارمغانِ نعت)

دبیر لکھنوی :

تسلیم نبی کو ہر سلیماں خم ہے　　خاتم لقب و زیرِ نگیں عالم ہے
سائے کی سیاہی نہ رہے کیونکر دور　　خاتم ہے مگر نور کی یہ خاتم ہے

(خاتونِ پاکستان، رسول نمبر)

اصطفا لکھنوی :

نہ کیوں ہو نورِ مجسم وہ جسمِ بے سایہ　　نکال دی گئی ظلمت ہو جس کے سینے سے

(ارمغانِ نعت)

Marfat.com

آفتاب اکبرآبادی :۔

اللہ رے لطافتِ جسمِ رسولِ پاک
سایہ پہ حوصلہ نہیں پڑتا نگاہ کا

بیانؔ یزدانی میرٹھی :۔

خدا کی طرح وہ بھی ہے نورِ یکتا
نظیر اس کی کیا جس کا سایہ نہیں ہے

احسان دانش :۔

کون ہے کس کو گوارا ہے جدائی تیری
کیوں جدا ہوتا ترے جسم سے سایہ تیرا

احمد ندیم قاسمی :۔

لوگ کہتے ہیں کہ سایہ ترے پیکر کا نہ تھا
میں تو کہتا ہوں جہاں بھر پہ ہے سایہ تیرا
(ضیائے حرم، میلاد النبی نمبر ۱۹۷۵ء)

حفیظ تائب :۔

اہلِ جہاں کو ایسی نظر ہی نہیں ملی
دیکھے جو تیرا سایۂ قد سید الوریٰ
(صلوا علیہ و آلہٖ)

عزیز حاصلپوری :۔

سایہ تو کہاں! سائے کا عنقا ہے گماں بھی
وہ حسنِ لطافت ہے سراپائے نبی میں
(جامِ نور)

قمر یزدانی :۔

نظر آیا سے سائے میں بھی محبوب کا ثانی
خدا نے اس لئے رکھا نہیں سایہ محمد کا
(خم خانۂ محمد)

وجودِ نور مبرّا ہے سایہ سے یکسر
کمالِ صنعتِ قدرت، محمدِ عربی

راجا رشید محمود :۔

چراغِ شوق لے کر رات دن ڈھونڈو زمانے میں
مگر تا حشر پاؤ گے نہ ان کا سایہ و ثانی
(ورفعنا لک ذکرک)

Marfat.com

اختر الحامدی : ———————————

مجسم نورِ مطلق ہو، جمالِ ذاتِ مولا ہو
ہو تم ظلِّ خدا پھر کس طرح سایہ تمہارا ہو

ماہر القادری : ———————————

سلام اس پر کہ تھا الفقر فخری جس کا سرمایہ
سلام اس پر کہ جس کے جسمِ اطہر کا نہ تھا سایہ

(ذکرِ جمیل)

شان الحق حقی : ———————————

نہ کیسے ان کا سایہ ہی نہیں تھا — کہ ثانی تو کوئی بے شک نہیں ہے
مگر جس پر بھی سایہ پڑ گیا ہے — وہ انساں نازشِ روئے زمیں ہے

(ارمغانِ نعت)

اشتیاق حسین شوق : ———————————

وہ جس نے زندگی کو بہرہ ور ہونا سکھایا ہے
وہ جس کا قدِ بے سایہ گنہگاروں کا سایہ ہے

(سلامِ قدس)

انصار الہ آبادی : ———————————

وہ جس نے ظلم سے انساں کو غفلت میں بچایا ہے
جو بے سایہ ہے لیکن عالمِ ہستی کا سایہ ہے

(سلامِ قدس)

شرف شیخوپوری : ———————————

سلام اس پر کہ جس کے جسمِ اطہر کا نہ سایا تھا
سلام اس پر کہ جس نے عرش کو جا کر سجایا تھا

(سلامِ قدس)

Marfat.com

صہبا اختر : ـــــــــــــــــــــــــ

وہ نبی جب بھی تھا جب کوئی نبی آیا نہ تھا
اس کے سائے سے تھے بہت سے جس کا خود سایہ نہ تھا

سرور بجنوری : ـــــــــــــــــــــــــ

سلام ان پر حبیب اللہ حق نے جن کو فرمایا سلام ان پر کہ جن کا جسمِ نورانی تھا بے سایہ
(سلامِ قدس)

مرزا ہادی عزیز لکھنوی : ـــــــــــــــــــــــــ

سایہ بھی جدا جسم سے ہوتا نہیں دن رات زورِ کششِ حسنِ خداداد کی کیا بات
(صحیفۂ ولا)

اعظم چشتی : ـــــــــــــــــــــــــ

تمہارے جسمِ اطہر کی لطافت ہی بتاتی ہے کہ ایسی ذاتِ لاثانی کا سایہ ہو نہیں سکتا
(زبیرِ اعظم)

تابش قصوری : ـــــــــــــــــــــــــ

نہ کیوں ہوتا بے سایہ جسمِ منور تھی نورِ مبیں آپ کے قد کی تابش

Marfat.com

حدیثِ لولاک

از: استاذ العلماء حضرت مولانا علامہ ابو الضیاء محمد باقر صاحب ضیاء النوری دامت برکاتہم صدر المدرسین دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور

ماہنامہ "ضیائے حرم" مئی ۱۹۷۳ء کے شمارہ میں پروفیسر خالد بزمی کی تحریر نظر سے گزری جس میں ظفر علی خان کے شعر؎

گر ارض و سما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

پر تنقید کی گئی ہے کہ "اس میں لولاک لما کے جو الفاظ استعمال ہوئے ہیں بعض لوگوں کے قول کے مطابق ایک حدیثِ قدسی لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ سے ماخوذ ہیں۔ علماءِ حدیث نے عام طور پر مذکورہ الفاظ کو حدیث تسلیم نہیں کیا کیونکہ یہ الفاظ عربی زبان کے قاعدوں کے مطابق درست نہیں۔ لولاک کی ترکیب محلِ نظر ہے۔ افلاک کا لفظ قرآن و حدیث میں کہیں استعمال نہیں کیا گیا بلکہ اس کی جگہ عام طور پر سماوات کا لفظ استعمال میں آیا ہے۔"

پروفیسر صاحب نے جو لولاک لما کی ترکیب کو محلِ نظر بتایا ہے۔ اس کے متعلق عرض ہے کہ یہ ترکیب درست ہے صرف ایک شخص مبرد نے خلاف کیا ہے جس کی ذرہ بھر بھی وقعت نہیں

Marfat.com

چنانچہ مغنی اللبیب ص۲۱۶ جلد ا میں ہے سمع قلیلا لولای ولولاک ولولاہ خلافا للمبرد ثم قال سیبویہ والجمہور ھی جارۃ "عرب سے کبھی کبھی لولای، لولاک، لولاہ سنا گیا ہے جبکہ مبرد اس کے خلاف کہتا ہے۔ پھر امام سیبویہ اور جمہور ائمۂ نحو کہتے ہیں کہ یہ لولا اس ضمیر کو جر دیتا ہے۔" نیز تفسیر قرطبی ص۳۰۲ جلد ۱۴ میں ہے من العرب یقول لولاکم حکاھا سیبویہ تکون لولا تخفض المضمر "بعض عربی کہتے ہیں لولاکم۔ اس کو امام سیبویہ نے حکایت کیا ہے۔ لولا اس ضمیر کو جر دیتا ہے۔" نیز تفسیر البحر المحیط ص۲۸۲ جلد ۷ میں ہے حکی الائمۃ سیبویہ والخلیل وغیرھما مجیئ بضمیر الجر نحو لولاکم وانکار المبرد ذلک لا یلتفت الیہ" امام سیبویہ، امام خلیل اور دیگر ائمہ نے حکایت کیا ہے کہ لولا ضمیر مجرور کے ساتھ آتا ہے جیسے لولاکم اور مبرد کے قول کی طرف التفات نہیں کیا جا سکتا۔" مفسرین اور ائمۂ لغت کی ان تصریحات سے امس و شمس کی طرح واضح ہوا کہ لولاک کی ترکیب صحیح ہے اور عربی قواعد کے خلاف نہیں ہے۔

حدیث لولاک لما خلقت الافلاک کو بعض نے موضوع کہا ہے مگر ساتھ ہی محققین نے وضاحت فرما دی کہ وضع کا تعلق صرف الفاظ سے ہے معنٰی اور مفہوم بالکل صحیح ہے چنانچہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ موضوعات کبیر میں فرماتے ہیں قال الصنعانی انہ موضوع کذا فی الخلاصۃ لکن معناہ صحیح "اس حدیث کو صنعانی نے موضوع کہا ہے جیسا کہ کتاب خلاصہ میں ہے لیکن اس کا معنٰی صحیح ہے۔" کیونکہ یہ معنٰی بکثرت احادیث سے ثابت ہے اور اصول حدیث کا ایک طالب علم بھی یہ جانتا ہے کہ روایت بالمعنٰی جائز و درست ہے ورنہ کلام کریم کے مختلف زبانوں کے تراجم بھی محل نظر ٹھہریں گے کہ وہ بھی تو آخر روایت بالمعنٰی ہی ہیں۔ تو ثابت ہوا کہ اس حدیث کو بہانہ بنا کر ظفر علی خان کے اس شعر کو مورد الزام ٹھہرانا سراسر غلط ہے۔

"افلاک کا لفظ قرآن کریم میں عام طور پر نہیں آیا" یہ اعتراض بھی بے جا ہے۔ افلاک جمع ہے فلک کی اور یہ قرآن کریم میں سورۃ الانبیاء اور سورۂ یٰس میں ہے کل فی فلک یسبحون اور حدیث میں بھی آیا ہے۔ پروفیسر صاحب نے اس کے ساتھ یہ کہہ کر کہ افلاک کی جگہ عام طور پر سمٰوات کا لفظ آیا ہے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ افلاک کا لفظ گویا عربی زبان میں ناپسندیدہ، غیر مانوس اور غریب ہے جو فصیح کلام میں ناقابل استعمال ہے حالانکہ یہ لفظ فصیح ہے، مشاہیر فصحائے عرب کے کلام میں موجود ہے۔ نیز واضح ہو کہ افلاک کا معنٰی سمٰوات خلاف تحقیق ہے بلکہ تحقیق یہ ہے کہ فلک اور سماء

Marfat.com

الگ الگ چیزیں ہیں چنانچہ قاموس میں ہے الفلک متحرکۃ مدار النجوم والجمع افلاک والمنجمون یقولون انہ سبعۃ اطواق دون السماء وکذا فی تاج العروس" فلک ستاروں کے مدار کو کہتے ہیں اور اس کی جمع افلاک ہے اور اہلِ نجوم کہتے ہیں کہ فلک آسمان کے نیچے سات چکّر ہیں اور اسی طرح تاج العروس میں بھی ہے "۔ یہ کتبِ لغت ہیں اب مفسرین کے اقوال ملاحظہ ہوں :۔

تفسیر قرطبی میں ہے قال الحسن الشمس والقمر والنجوم فی فلک بین السماء والارض "سورج، چاند اور ستارے فلک میں ہیں جو آسمان اور زمین کے درمیان ہے "۔ تفسیر النہر الماد میں ہے قال اکثر المفسرین الفلک موج مکفوف تحت السماء تجری فیہ الشمس والقمر "اکثر مفسرین فرماتے ہیں کہ فلک آسمان کے نیچے ایک لہر ہے جس میں سورج اور چاند چلتے ہیں "۔ تفسیر البحر المحیط میں اس پر مستزاد کہ قال قتادۃ الفلک استدارۃ بین السماء والارض وقال الضحاک انما ھو مدار ھذہ النجوم " قتادہ نے کہا کہ فلک آسمان اور زمین کے درمیان ایک دائرہ ہے اور ضحاک کہتے ہیں کہ وہ ان ستاروں کا مدار ہی ہے "۔ روح البیان میں ہے والفلک مجری الکواکب ومسیرلھا " فلک ستاروں کے چلنے اور سیر کرنے کی جگہ ہے "۔ روح المعانی میں ہے ھو کما قال الراغب مجری الکواکب " فلک جیسا کہ راغب نے کہا ہے ستاروں کے چلنے کی جگہ ہے "۔ اس کے بعد فرمایا ولا مانع عندنا ان یجری الکواکب بنفسہ فی جوف السماء وھی ساکنۃ لاتدور اصلاً " ہمارے اہلِ اسلام کے نزدیک اس میں کوئی مانع نہیں کہ ستارہ خود بخود آسمان کے پیٹ میں سیر کرے اور آسمان ساکن ہو ہرگز نہ چلے "۔ پھر آگے لکھتے ہیں فسمیت تلک الطرق افلاکا فالافلاک تحدث بحدوث سیرالکواکب " ستاروں کے انہی رستوں کا نام افلاک رکھا گیا ہے۔ پس افلاک پیدا ہوتے ہیں بسبب پیدا ہونے والے ستاروں کے سیر کے "۔ پھر آگے جا کر فرماتے ہیں فالفلک غیرالسماء " لہٰذا فلک آسمان سے الگ شئے ہے "۔ اس کے بعد لکھتے ہیں انت تعلم ان السمٰوٰت غیرالفلک " تو جانتا ہے کہ آسمان غیرِ افلاک ہیں "۔ تفسیر طبری میں ہے الفلک الذی بین السماء والارض من مجاری النجوم والشمس والقمر " فلک جو آسمان اور زمین کے درمیان ہے، ستاروں، سورج اور چاند کے چلنے کی جگہیں ہیں "۔ اسی طرح تفسیر طنطاوی جس میں اکثر علوم جدیدہ کو قرآنِ کریم سے ثابت کیا ہے میں بھی بڑی تفصیل کے ساتھ افلاک کو مداراتِ نجوم کہا ہے۔

Marfat.com

اس بیان سے ثابت ہوا کہ افلاک کوئی اجنبی لفظ نہیں اور یہ کہ افلاک اور سموٰات ایک چیز بھی نہیں۔ تو پروفیسر صاحب کا سموٰات کو افلاک کا مترادف یا ہم معنیٰ ظاہر کرنا غلط العوام کی بناء پر ہے یا فارسی کے محاورہ سے مغالطہ لگا یا بعض غیر محقق اقوال سے دھوکہ کھایا [۱]

مندرجہ بالا سطور میں موضوعاتِ کبیر کے حوالہ سے بیان ہو چکا ہے کہ یہ حدیث باعتبارِ معنیٰ اور مفہوم کے بھی صحیح ہے۔ مزید تائید و توضیح کے لئے غور فرمایئے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سارے عالم کے ایجاد کا سببِ اول و اکمل ہیں جس کا ثبوت بکثرت احادیث اور اقوالِ سلف و خلف سے مبرہن و مبیّن ہے۔ چنانچہ حضرتِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعًا روایت کہ جبریل امین حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا یا محمد لولاک ما خلقت الجنۃ و لولاک ما خلقت النار۔ ابنِ عساکر کی روایت ہے لولاک ما خلقت الدنیا۔ ایسے ہی حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے عن النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عن اللہ عزوجل قال یا محمد وعزتی وجلالی لولاک ما خلقت ارضی ولاسمائی ولا رفعت ھٰذہ الخضراء ولا بسطت ھٰذہ الغبراء۔ نیز بیہقی اور حاکم نے حضرتِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ذکر کیا اور اس کو صحیح کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرتِ آدم علیہ السلام سے فرمایا لولا محمد ما خلقتک اور ایک اور حدیث میں ہے لولاہ ما خلقتک ولا خلقت سماءً ولا ارضًا۔ نیز مطالع المسرات وغیرہ کتابوں میں بھی یہ روایت موجود ہے۔ نیز ایک روایت میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا یا اللہ! تو نے مجھے کس لئے پیدا فرمایا ہے؟ فرمایا مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم لولاک ما خلقت ارضی ولاسمائی مطالع المسرات ص۱۴۱ میں ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین وقال الشیخ سیدی عبد الجلیل القصری علی ھٰذہ الآیۃ فھو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المرحوم بالعالم بنص ھٰذہ الآیۃ وان کل خیر و نور و برکۃ شاعت وظہرت فی الوجود وتظہر من اول الایجاد الی آخرہ انما ذلک بسببہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ یعنی ہر خیر و برکت اور ہر نور (جس میں سورج چاند اور ستارے داخل ہیں) جو مشہور و موجود ہو چکا یا آئندہ ہو گا، ازل سے ابد تک وہ سب حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے سبب سے ہے۔ نیز

---

[۱] فائدہ: اس بیان و تحقیق سے پتہ چلا کہ تمام ستارے مع سورج و چاند آسمان کے نیچے فضا میں گھوم رہے ہیں اور ان کی گردش کے راستے افلاک ہیں تو اس سے جدید مادی وسائل کے ذریعہ خلا بازوں کے چاند یا کسی اور ستارے پر اترنے کا مسئلہ بھی صاف ہو گیا۔

Marfat.com

مطالع المسرات میں ہے جسے اعلیحضرت علیہ الرحمۃ نے صلاۃ الصفا میں بھی نقل فرمایا ہے اسمہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محی لحیٰوۃ جمیع الکون بہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فھو روحہ وحیٰوتہ وسبب وجودہ وبقائہ" حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام محیی ہے اس لئے کہ سارے جہان کی زندگی آپ کے سبب سے ہے کیونکہ وہ جہان کی روح اور جان ہیں اور اس کے باقی رہنے اور پیدا ہونے کا سبب ہیں "

شرح شیخ زادہ علی البردہ میں لولاہ لم تخرج الدنیا من العدم کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاؤ اور اپنی امت کو ان پر ایمان لانے کا حکم فرماؤ فلولا محمد ما خلقت ادم ولولا محمد ما خلقت الجنۃ والنار یعنی اگر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہ ہوتے تو میں آدم کو پیدا نہ کرتا اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو میں بہشت اور دوزخ کو پیدا نہ کرتا "

خرپوتی شرح قصیدہ بردہ ص۱۰۷ میں اسی شعر کی تشریح میں ہے فی ھٰذا البیت تلمیح الیٰ ما نقل فی الحدیث القدسی لولاک لما خلقت الافلاک والمراد من الافلاک جمیع المکونات اطلاقا لاسم الجزء علی الکل واشارۃ علی ما وقع لہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی لیلۃ الاسراء فانہ علیہ السلام لما سجد للہ تعالیٰ فی سدرۃ المنتہی قال اللہ تعالیٰ لہ علیہ الصلوٰۃ والسلام انا وانت وما سوی ذٰلک خلقتہ لاجلک" اس شعر میں اشارہ اس حدیث قدسی کی طرف ہے لولاک لما خلقت الافلاک۔ اور یہاں افلاک سے مراد تمام مخلوقات ہے جزء بول کر کل مراد لیا گیا ہے اور اس کی طرف اشارہ ہے جو شب اسراء اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام سے فرمایا جب آپ نے اللہ تعالیٰ کے لئے سجدہ کیا کہ میں اور تو اور اس کے سوا جو کچھ ہے سب کو تمہارے سبب سے پیدا کیا ہے " نیز مطالع المسرات وغیرہ میں ہے قد قال علیہ السلام اول ما خلق اللہ نوری ومن نوری خلق کل شیئ" اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا اور میرے نور سے ہی ہر چیز کو پیدا فرمایا "

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشہور حدیث جس کو اعلیحضرت علیہ الرحمۃ نے صلاۃ الصفا فی نور المصطفیٰ ص۲ پر بھی نقل فرمایا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے جابر! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے تیرے نبی کے نور کو پیدا کیا اپنے نور سے پھر وہ نور گردش کرتا رہا قدرت سے جہاں اللہ تعالیٰ نے چاہا حالانکہ اس وقت نہ

Marfat.com

لوح تھی نہ قلم، نہ جنت نہ دوزخ، نہ کوئی فرشتہ۔ نہ آسمان نہ زمین، نہ سورج نہ چاند، نہ کوئی جن نہ کوئی انسان، پھر اس نور سے ہر چیز پیدا فرمائی۔ (المختصر)

اس تمام بیان سے روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نورِ پاک ابتدائے آفرینش سے آخر تک تمام کائنات کا اصل ہے۔ ساری مخلوقات اور سارا جہان اس کے انوار و تجلیات سے ہے اور حضور کے لئے پیدا کیا گیا ہے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لہذا حدیثِ لولاک لما خلقت الافلاک کا معنیٰ صحیح اور اس کی ترکیب بے غبار اور بعض کا اس کے الفاظ کو حدیث تسلیم نہ کرنا نثر و نظم، فضائل و مناقب میں اس کے ذکر کو منع یا ناجائز نہیں کرتا۔ بفضلہٖ تعالیٰ طالبِ حق کے لئے اتنی وضاحت کافی اور دوسروں کے لئے دفاتر ہوں تو وہ بھی نادانی۔

ہاں ایک بات اور ہے جس کو میں یہاں بیان کرنا نہایت ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ کہ پروفیسر صاحب نے اس شعر کو تو خوب ہدفِ تنقید بنایا ہے اور جو سراسر غلط اور عقیدۂ حقّہ اہلسنت کے خلاف ہے اس کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دتے۔ اسی نظم کا آخری مصرعہ " ہم مرتبہ ہیں یارانِ نبی کچھ فرق نہیں ان چاروں میں " یہ کتنا فضول اور لغو ہے۔ پروفیسر صاحب نے کہا ہے کہ خلفائے اربعہ کو ہم مرتبہ قرار دیکر امتِ اسلامیہ کو ایک بہت بڑے اختلاف و افتراق سے بچایا گیا ہے۔ اس اعتبار سے مولانا کا یہ خیال ہزار تعریفوں کا حقدار ہے، لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ کیا پروفیسر صاحب یہ بتا سکیں گے کہ اس مصرعہ کی بنا پر کتنا اختلاف کم ہوا؟ تبرائی فرقہ کے کتنے لوگ تائب ہوئے؟ کیا اس سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بعد الانبیاء افضلیتِ مطلقہ کا انکار لازم نہیں آتا۔ کیا یہ عقیدہ آج تک باعثِ افتراق بنا ہوا ہے؟ معاذ اللہ والعیاذ باللہ! نیز ایک اور بھی نشاندہی ضروری سمجھتا ہوں کہ بزمی صاحب نے ظفر علی خان کی ایک نعت جو ص ۱۹۳ پر ہے۔ اس کے آخری مصرعہ " اے تاجدارِ یثرب و بطحا ۔۔ الخ " اور ایک اور جو ص ۱۹۵ پر ہے، کے دسویں شعر کا پہلا مصرعہ " شانِ خدائے پاک تھی یثربیوں کی ۔۔ الخ " ان دونوں مصرعوں میں بھی ضمناً تعریف و توصیف کی جن میں مدینہ طیبہ کے لئے لفظِ یثرب استعمال کیا گیا ہے جو مکروہ اور خلافِ حدیثِ صحیح متفق علیہ ہے محققین اکابر اہلِ سنت والجماعت کی یہی تحقیق ہے چنانچہ حضرت مولانا و مرشدنا الاعظم سیدی صدر الافاضل مراد آبادی علیہ الرحمۃ کے ایک عظیم فتویٰ کے چند اقتباسات نقل کرتا ہوں:-

Marfat.com

بخاری شریف (وکذا مسلم) میں ہے یقولون یثرب وھی المدینۃ " لوگ کہتے ہیں یثرب حالانکہ وہ تو مدینہ ہے " اس کے تحت فتح الباری میں ہے ای بعض المنافقین یسمیھا یثرب واسمھا الذی یلیق بھا المدینۃ " بعض منافقین مدینہ طیبہ کو یثرب کہتے ہیں اور یہ اس کی شان کے لائق نہیں اس کی شان کے لائق نام مدینہ ہے " دوسری حدیث جو امام احمد نے روایت فرمائی ہے من سمی المدینۃ یثرب فلیستغفر اللہ ھی طابۃ " جو شخص مدینہ طیبہ کا نام یثرب رکھے اسے چاہیئے کہ استغفار کرے اس کا نام تو طابہ ہے " ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا اس سے کہ مدینہ کو یثرب کہا جائے نیز مرقاۃ ص۲۲-۲۳ جلد ۶ پر طویل بحث ہے جس میں ہے قد حکی عن عیسی بن دینار ان من سماھا یثرب کتب علیہ خطیئۃ و اما تسمیتھا فی القراٰن بیثرب فھی حکایۃ قول المنافقین الذین فی قلوبھم مرض و قد حکی عن بعض السلف تحریم تسمیۃ المدینۃ بیثرب " عیسیٰ بن دینار سے منقول ہے کہ جو شخص مدینہ طیبہ کو یثرب کہے اس پر گناہ لکھا جاتا ہے اور وہ جو قراٰنِ کریم میں یثرب کہا گیا ہے تو وہ منافقوں کی بات نقل کی گئی ہے جن کے دلوں میں بیماری ہے اور بعض سلف صالحین سے مدینہ عالیہ کو یثرب کہنے کی تحریم نقل کی گئی ہے "

مدینہ عالیہ کا قدیمی نام یثرب تھا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نام تبدیل فرما دیا اور اس کی جگہ طیبہ اور طابہ نام رکھ دیا۔ چنانچہ یہ لسان العرب اور تاج العروس لغت کی نہایت مستند اور مشہور کتابوں میں بھی موجود ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جذب القلوب شریف ص۹ میں فرماتے ہیں (ترجمہ) حدیث میں آیا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ مدینہ کا نام طابہ رکھوں۔ " آگے لکھتے ہیں کہ امام مالک علیہ الرحمۃ کا مذہب ہے کہ جو شخص مدینہ طیبہ کی طرف ناپاکی کی نسبت کرے یا اس کی فضا کو نازیبا کہے وہ مستوجبِ سزا ہے اور اسے گرفتار کرنا چاہیئے حتیٰ کہ سچی توبہ کرے۔ سرکارِ ابد قرار کے ورودِ مسعود سے پہلے مدینہ شریف کو لوگ یثرب کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کا نام طیبہ اور طابہ رکھا گیا۔ تاریخ بخاری میں ایک حدیث ہے کہ جو شخص مدینہ طیبہ کو ایک بار یثرب کہے وہ اس غلطی کی تلافی کے لئے دس مرتبہ کہے مدینہ، مدینہ (انتہیٰ ما من جذب القلوب) تو معلوم ہوا کہ یہ نام (یثرب) اللہ اور اس کے رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سخت ناپسند ہے لہٰذا اس نسخ شدہ مکروہ نام کو مدینہ شریف کے لئے بولنا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟

Marfat.com

بعض بزرگانِ دین کے کلام میں جو یثرب کا لفظ پایا جاتا ہے جیسا کہ حضرت جامی علیہ الرحمۃ کا ایک شعر ہے ؎ کے بود یارب کہ رو در یثرب و بطحا کنم گہ بمکہ منزل و گہ در مدینہ جا کنم تو اس کی اگر مناسب اور صحیح توجیہ و تاویل ہو تو ٹھیک ورنہ سبقتِ قلم سے تعبیر کیا جائیگا کیونکہ احادیث و اقوال کثیرۂ سلف و خلف کے مقابل کسی ایک یا دو بزرگوں کا کلام کوئی حیثیت نہیں رکھتا چہ جائیکہ کسی آزاد خیال شاعر کا کلام۔ چنانچہ حضرت مولانا سید العارفین صدر الافاضل مراد آبادی قدس سرہٗ العزیز نے ایک استفتاء کے جواب میں ارشاد فرمایا" رہا عمرو کا استدلال حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام (اسی مذکورہ بالا شعر) سے، سو یہ صحیح نہیں کیونکہ حدیث میں ممانعت وارد ہوئی تو اس کے مقابل کسی بزرگ کے کلام میں اس لفظ کے استعمال کا پیش کرنا کیا مفید؟ کلامِ رسول کے لئے کلامِ غیر، ناسخ نہیں ہو سکتا۔ علاوہ بریں حضرتِ جامی کے کلام کی بہت عمدہ توجیہ یہ ہے کہ یثرب سے حوالی و عوالی مراد ہیں نہ خاص شہر چنانچہ یثرب پر بطحا کو عطف فرمانا اس کا مؤید ہے اور دوسرے شعر میں ؎

گرد صحرائے مدینہ لوٹ آمد یا رسول

من سرِ خود را فدائے خاکِ آں صحرا کنم

فرمانا دلیل ہے اس بات کی کہ شعر اول میں یثرب سے مدینہ طیبہ کے گرد و پیش کا صحرا مراد ہے۔ ایک بزرگ کے کلام کی اس قدر توجیہ نہایت بہتر ہے تاکہ ممانعتِ حدیث لازم نہ آئے مگر صریح حدیثوں کے ہوتے ہوئے اس کو سند بنانا نادانی ہے۔

وَاللّٰہُ الْھَادِیْ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حدیثِ لولاک

بشکریہ ماہنامہ ضیائے حرم
جون ۱۹۷۳ء

از
مولانا غلام رسول سعیدی

ضیائے حرم مئی ۱۹۷۳ء کے شمارے میں مولانا ظفر علی خان کی نعت گوئی کے عنوان سے جناب خالد بزمی صاحب کا مضمون پڑھا۔ اس مضمون میں اس شعر پر بحث کی گئی ہے:۔

گر ارض و سما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

خالد بزمی صاحب لکھتے ہیں:۔

"لولاک والی حدیث صحیح نہیں ہے لیکن مولانا ظفر علی خاں بہر حال محدّث نہیں، شاعر تھے اور انہوں نے یہ الفاظ عام رواج کے مطابق ہی استعمال کر لئے۔"

اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ اگر یہ بات صرف مولانا ظفر علی خان کی شاعری تک محدود ہوتی تو کوئی بات نہ تھی لیکن حدیثِ لولاک کا ذکر تو اس صدی کے سب سے بڑے محدث اور وقت کے

Marfat.com

مجدد اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ نے بھی اپنے اشعار[1] میں کیا ہے مثلاً فرماتے ہیں بس

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منےٰ
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے
(حدائق بخشش حصہ اول ص ۹۳)

اور محدث ابن جوزی کے تلمیذ رشید شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

تزا عز لولاک تمکیں بس است
ثنائے تو طٰہٰ و یٰس بس است

(بوستان ص ۲)

اس لئے اس حدیث کو محض اس لئے نظر انداز نہیں کیا سکتا کہ اس کا ذکر صرف ایک شاعر نے کیا ہے۔

اس حدیث کو ناقابلِ تسلیم قرار دیتے ہوئے خالد بزمی صاحب لکھتے ہیں کہ:

"کسی حدیث کے صحت پر مبنی ہونے کا سب سے پہلا ثبوت اس حدیث کا قواعدِ عربی کے مطابق ہونا ہوتا ہے اور یہ الفاظ عربی زبان کے قاعدوں[2] کے مطابق درست نہیں۔ ان میں سب سے پہلے لولاک کی ترکیب ہی محلِ نظر ہے۔"

کاش! بزمی صاحب نشان دہی کرتے کہ اس میں فلاں عربی قاعدہ کی مخالفت ہے اور اس کی ترکیب میں فلاں غلطی ہے تاکہ اس پر غور کیا جاتا۔

بہرحال اس بحث کے اجمال بلکہ اہمال سے صرف نظر کرکے اس لفظ کی ترکیب نحوی پیشِ خدمت ہے۔ اس حدیث میں "لولا" کے بعد ضمیر مجرور متصل کو ذکر کیا گیا ہے اور یہ جائز ہے

---

[1] یاد رہے کہ آپ نے کلمۂ لولاک کا استعمال نہ صرف اشعار میں فرمایا بلکہ ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۶ء میں "تلالؤ الافلاک بجلال حدیث لولاک" ایک مستقل تاریخی کتاب تصنیف فرمائی (تذکرہ علمائے ہند ص ۱۰) ۱۲ مرتب

[2] اگرچہ یہ کہہ دوں کہ صاحب مضمون کا "قاعدوں" لکھنا ہی خلافِ قاعدہ ہے کیونکہ عربی زبان میں قاعدہ کی جمع قاعدوں نہیں قواعد آتی ہے، تو امید ہے کہ بزمی صاحب برا نہیں مانیں گے۔ (سعیدی)

Marfat.com

کیونکہ " لولا " کے بعد مبتدا مذکور ہوتا ہے اور خبر محذوف ہوتی ہے اور مبتدا اسم ظاہر بھی ہوتا ہے اور اسم ضمیر بھی۔ اور یہ ضمیر عموماً مرفوع منفصل ہوتی ہے لیکن قلیل طور پر ضمیر متصل بھی لائی جاتی ہے۔ اور اس وقت " لولا " جارہ ہوتا ہے اور مجرور بر بنا، ابتدا رمحلاً مرفوع ہوتا ہے چنانچہ ابن ہشام انصاری فرماتے ہیں :-

اذا ولی لولا مضمر فحقه ان یکون ضمیر رفع نحو لولا انتم لکنا مومنین وسمع قلیلا لولای ولولاك ولولاه خلافا للمبرد ثم قال سیبویه والجمهور هی جارة للضمیر مختصة به کما اختصت حتی والکاف بالظاهر ولا تتعلق لولای بشیئ وموضع المجرور بها رفع بالابتداء والخبر محذوف۔ (مغنی اللبیب ج ۱ ص ۲۱۶)

" جب " لولا " کے بعد ضمیر لائی جائے تو وہ ضمیر مرفوع ہونی چاہیئے مثلاً لولا انتم ...... الخ اور قلیلاً سنا گیا ہے لولای ، لولاک اور لولاہ ، بر خلاف مبرد اور سیبویہ۔ اور جمہور کہتے ہیں کہ یہ لولا جارہ ہے اور ضمیر کے ساتھ خاص ہے جیسے " حتی " اور کاف " کی خبر اسم ظاہر کے ساتھ خاص ہے اور یہ لولا کسی کے متعلق نہیں ہوتا اور اس کا مجرور بر بنا ر ابتدا رمحلاً مرفوع ہوتا ہے ۔"

نیز علامہ بوصیری نے عربی زبان کے مشہور قصیدہ بردہ میں " لولا " کے بعد ضمیر مجرور متصل کو استعمال کیا ہے ۔ فرماتے ہیں ؎

لولاہ لم تخرج الدنیا من العدم

اور عربی زبان کا مشہور اور مستند شاعر ابوالطیب متنبی کا یہ شعر بھی " لولا " کے بعد ضمیر مجرور متصل کے استعمال پر ایک قوی شہادت ہے ؎

الی ذی شیمة لشغفت فؤادی
فلولاہ لقلت به النسیا

(دیوان متنبی ص۳)

اس حدیث پر بزمی صاحب کا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ " لولاک " اس حدیث سے ماخوذ ہے جس میں ہے لولاك لما خلقت الافلاك اور یہ صحیح نہیں ہے ۔"

Marfat.com

اس بارے میں یہ معروض ہے کہ صرف "لولاک" کے ذکر دینے سے یہ کیسے لازم آگیا کہ یہ لولاک لما خلقت الافلاک سے ماخوذ ہے۔ یہ حدیث متعدد الفاظ سے مروی ہے مثلاً :

۱۔ لولاک لما خلقت الجنۃ

۲۔ لولاک لما خلقت النار

۳۔ لولاک لما خلقت الدنیا

پس جب یہ حدیث متعدد الفاظ سے مروی ہے تو صرف لولاک لما خلقت الافلاک کو کیسے مستلزم ہوگیا؟ صاحبِ مضمون کے علم اور بصیرت کے پیشِ نظر یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ ان کے سامنے حدیث کے یہ مختلف الفاظ نہیں تھے، پھر کون سا وہ جذبہ تجاہل کی وجہ سے بزمی صاحب نے حدیث کے یہ معروف اور مسلّم الفاظ چھوڑ کر خاص لفظِ افلاک کو ذریعہ تنقید بنایا؟

اس حدیث کی تحقیق کے سلسلے میں اولاً گذارش یہ ہے کہ ماہرینِ حدیث نے تصریح کی ہے کہ لولاک لما خلقت الافلاک معنیً ثابت ہے لیکن لفظِ افلاک کے ساتھ ثابت نہیں چنانچہ ملّا علی قاری فرماتے ہیں :

لولاک لما خلقت الافلاک، قال الصنعانی انہ موضوع کذا فی الخلاصۃ لکن معناہ صحیح فقد روی الدیلمی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مرفوعا اتانی جبرائیل فقال یا محمد لولاک ما خلقت الجنۃ لولاک ما خلقت النار وفی روایۃ ابن عساکر لولاک ما خلقت الدنیا۔

"صنعانی نے کہا کہ "لولاک لما خلقت الافلاک" موضوع ہے (خلاصہ) لیکن اس کا معنیٰ صحیح ہے کیونکہ دیلمی نے ابنِ عباس سے مرفوعاً روایت کیا ہے : "میرے پاس جبرائیل آئے اور کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اگر آپ نہ ہوتے تو میں نہ جنت پیدا کرتا نہ نار پیدا کرتا۔ اور ابنِ عساکر کی روایت میں ہے کہ اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا۔"

(موضوعاتِ کبیر ص۵۹)

Marfat.com

اور مولانا عبدالحی لکھتے ہیں :۔

قلت نظیر اول ما خلق اللہ نوری فی عدم ثبوتہ
لفظا و ورودہ معنی ما اشتہر علی لسان القصاص
و العوام و الخواص من حدیث لولاک لما
خلقت الافلاک ۔

- میں کہتا ہوں کہ "اولُ ما خلق اللہ نوری" جس طرح لفظاً ثابت نہیں اسی طرح وہ حدیث ہے جو واعظین اور عوام وخواص کی زبان پر مشہور ہے یعنی " لولاک لما خلقت الافلاک "

(الآثار المرفوعہ ص۳۵)

دیلمی نے فردوس میں، احمد قسطلانی نے المواہب اللدنیہ میں شیخ عبدالحق محدّث دہلوی نے مدارج النبوۃ میں اور کثیر محدثین اور اجلہ علماءِ اسلام نے اپنی تصانیف میں اس حدیث کو متعدد الفاظ سے ذکر کیا ہے اور اس پر اعتماد کیا ہے اور اس سے مسائل کو مستنبط کیا ہے اور اس سے روزِ روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ محدثین اور علماء اسلام کے نزدیک حدیثِ لولاک صحیح اور ثابت ہے اور یہ متعدد الفاظ سے مروی ہے البتہ لولاک لما خلقت الافلاک میں " افلاک "، کا لفظ کسی روایت سے ثابت نہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ علماء اصولِ حدیث کی تصریح کے مطابق روایت بالمعنٰی جائز ہے۔ دیکھئے شرح نخبۃ الفکر ص۶۷ اور جبکہ افلاک کے معنٰے میں لفظ سماء حدیث میں وارد ہے تو سماء کے معنٰی میں افلاک کی روایت قطعاً جائز قرار پائی۔ اسی وجہ سے ماہرین حدیث نے تصریح کی ہے کہ یہ روایت معنیً ثابت ہے اور اعاظم علماء اسلام نے اس کو افلاک کے لفظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔

ذیل میں ہم ان احادیث کو پیش کر رہے ہیں جن میں لولاک کے ساتھ لفظِ سما کی صراحت کی گئی ہے چنانچہ علامہ برہان الدین حلبی فرماتے ہیں :۔

وذکر صاحب کتاب شفاء الصدور فی مختصرہ
عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ عن النبی
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عن اللہ عزوجل قال
یامحمد وعزتی وجلالی لولاک ما خلقت ارضی

Marfat.com

ولا سمائی ولا رفعت هٰذہ الخضراء ولا بسطت
هٰذہ الغبراء۔

" صاحبِ شفاء الصدور نے حضرتِ علی سے انہوں نے سرکارِ دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سرکار نے مولائے کائنات عزوجل سے روایت کیا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا اے محمد! مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم اگر آپ نہ ہوتے تو نہ میں زمین پیدا کرتا نہ آسمان نہ یہ نیلگوں چھت بلند کرتا اور نہ خاکی فرش بچھاتا۔"

(انسان العیون ص۳۵۷ ج۱)

اور علامہ فارسی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ فرماتے ہیں :۔

وفی حدیث عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
عند البیہقی فی دلائلہ والحاکم وصحیحہ
وقول اللہ تبارک وتعالٰی لآدم علیہ لولا محمد
ماخلقتک وروی فی حدیث اخر لولاہ ما
خلقتک ولاخلقت سماء ولا ارضا۔

" بیہقی اور حاکم نے حدیثِ عمر رضی اللہ عنہ میں ذکر کیا اور اس کو صحیح قرار دیا اور وہ اللہ عزوجل حضرتِ آدم سے فرماتا ہے کہ اگر محمد نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا اور ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ اگر محمد نہ ہوتے تو میں نہ تم کو پیدا کرتا اور نہ ہی آسمان وزمین کو پیدا کرتا۔"

(مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات ص۲۶۴)

اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں :۔

" امام قسطلانی مواہب اللدنیہ ومنح محمدیہ میں رسالہ میلاد وامام علامہ سے ناقل مروی ہوا کہ آدم علیہ السلام نے عرض کی کہ الٰہی! تو نے میری کنیت ابو محمد کس لئے رکھی؟ حکم ہوا اے آدم! اپنا سر اٹھا آدم علیہ السلام نے سر اٹھایا سراپردۂ عرش میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور نظر آیا عرض کی الٰہی یہ کیسا نور ہے؟ فرمایا هٰذا نور نبی من ذریتک اسمہ فی اسماء احمد وفی الارض محمد لولاہ ما خلقت سماء ولا ارضا (یہ نور ایک نبی کا ہے تیری

Marfat.com

اولاد سے، اس کا نام آسمانوں میں احمد ہے اور زمین میں محمد، اگر وہ نہ ہوتا میں نہ تجھے بناتا اور نہ زمین و آسمان کو پیدا کرتا ۔"

(تجلی الیقین ص۴۲)

اور علامہ عبدالرحمٰن صفوری شافعی تحریر فرماتے ہیں :۔

عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قلت یارسول اللہ مم خلقت قال لما اوحی الی ربی بما اوحی قلت یارب مم خلقتنی قال تعالیٰ وعزتی وجلالی لولاک ما خلقت ارضی و سمائی ۔

"حضرتِ علی سے روایت ہے میں نے کہا یارسول اللہ آپ کس لئے پیدا کئے گئے ؟ حضور نے فرمایا جب اللہ نے میری طرف وحی کی تو میں نے پوچھا تو نے مجھے کس لئے پیدا کیا ؟ فرمایا مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم تمہیں پیدا نہ کرتا تو نہ آسمان کو پیدا کرتا نہ زمین کو ۔" (نزہۃ المجالس ص۱۹۱ ج ۲)

نقولِ بالا میں یہ حدیث لفظِ سماء کے ساتھ روایت کی گئی ہے اور اسے علماءِ اسلام اور ماہرینِ حدیث نے روایت کیا ہے اور اس سے ہمارا مقصود اس امر پر دلیل قائم کرنا ہے کہ افلاک کے معنیٰ میں لفظِ سماء کے ساتھ اس حدیث کی روایت کی گئی ہے اور چونکہ افلاک کا لفظ معنیً ثابت ہے اس وجہ سے اس حدیث کی سماء کے معنیٰ میں افلاک کے ساتھ روایت بالمعنیٰ قطعاً جائز قرار پائی ۔ باقی بزمی صاحب کا یہ کہنا کہ :۔ " پھر افلاک کا لفظ قرآن و حدیث میں کہیں استعمال نہیں کیا گیا ۔" چنداں لائقِ التفات نہیں ہے کیونکہ اگر صرف لفظِ افلاک کے مطالبہ پر ہی اصرار ہے تو یہ صرف لفظی ضد کے سوا کچھ بھی نہیں ورنہ فلک جو افلاک ہی کا واحد ہے، اس کا استعمال قرآن وحدیث دونوں میں موجود ہے مثلاً قرآنِ کریم میں ہے کل فی فلک یسبحون ۔ اسی طرح حدیث شریف میں بھی لفظِ فلک مستعمل ہے چنانچہ حدیث کے مشہور امام علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں :

(فلک) فی حدیث ابن مسعود ترکت فرسک کانہ یدور فی فلک

(النہایۃ فی غریب الحدیث والاثر ص۳۱۵ ج ۳)

اسی طرح لغتِ حدیث کے ایک اور امام شیخ محمد طاہر نے بھی اس حدیث کو مجمع بحار الانوار

Marfat.com

ص۹۵ ج۳ پر "فلک" کے تحت ذکر کیا ہے۔

مذکورہ بالا تصریح سے ظاہر ہوگیا کہ فلک کا لفظ غیر قرآنی یا غیر حدیثی نہیں ہے اور کتاب وسنت میں یہ لفظ مستعمل ہے فلہذا اس کی جمع افلاک بھی قرآن اور حدیث کی زبان کے لئے اجنبی اور اس سے متصادم نہیں بلکہ اطلاقاتِ کتاب اور سنت کے موافق اور عین مطابق ہے اور یہ تمام حقائق اساطینِ اسلام اور محققین علماءِ کرام پر عیاں تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی تصانیف میں اس حدیث کو لفظِ افلاک کے ساتھ روایت کیا ہے اور اس پر اعتماد کیا ہے۔

چنانچہ امامِ ربانی مجددِ الفِ ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :۔

سرِ حدیثِ قدسی لولاک لما خلقت الافلاک را کہ درشانِ ختم الرسل واقع است علیہم الصلوات والتسلیمات ایں جا باید جست۔

ترجمہ :۔ "حدیثِ قدسی" لولاک لما خلقت الافلاک" جو حضورِ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں آئی ہے۔ اس کا بھید بھی اس جگہ معلوم کرنا چاہیے"۔

(مکتوبات دفتر سوم حصہ نہم ص۱۵۵ مکتوب ۱۲۲)

اسی حدیث کو الشیخ احمد سرہندی نے مکتوبات دفتر سوم حصہ نہم ص ۱۷۶ مکتوب ۱۲۴ میں بھی ذکر فرمایا ہے۔ شیخ مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا جو علمی اور تحقیقی مقام ہے وہ خویش و بیگانہ سب کے نزدیک مسلم ہے اور مکتوب میں شیخ کا اس حدیث کو متعدد بار ذکر کرنا اور اس سے استدلال کرنا اس امر پر آفتاب سے زیادہ روشن دلیل ہے کہ ان کے نزدیک حدیث لولاک لما خلقت الافلاک معنےً صحیح اور ثابت ہے۔ اور علامہ محمود آلوسی البغدادی فرماتے ہیں :۔

والتعیین الاول المشار الیہ بقولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اول ما خلق اللہ نور نبیک یا جابر و بواسطۃ حصلت الافاقۃ کما یشیر الیہ لولاک لما خلقت الافلاک۔

اور تعیین اول کی طرف حضور کے قول" اول ما خلق اللہ نوری" میں اشارہ ہے

Marfat.com

اور اسی کے واسطے سے خلق کو فیضان ہوا اور اس کی طرف لولاک لما خلقت الافلاک میں اشارہ ہے ؛"

تفسیر روح المعانی اہل سنت کے تمام مکاتبِ فکر میں یکساں مقبول ہے اور علامہ محمود آلوسی کو متاخرین مفسرین میں سب سے اونچا مقام حاصل ہے۔ ان کی علمی ثقاہت سب کے نزدیک مستند حیثیت رکھتی ہے اور حدیث پر جرح و قدح کرنے میں ان کی نظر ابنِ جوزی سے کم نہیں چنانچہ بعض ایسی احادیث جن کا عامۃ الفقہاء اور بعض محدثین نے اعتبار کیا ہے (مثلاً منع ذکرِ جہر کے بارے میں اثر ابنِ مسعود اور حدیث تلک الغرانیق العلی) ان کی اسناد پر علامہ آلوسی نے محققانہ جرح کرنے کے بعد انہیں رد کر دیا ہے پس ایسے عظیم محقق اور ناقدِ حدیث کا " لولاک لما خلقت الافلاک " سے استشہاد کرنا اس حدیث کی صحت پر نہایت قوی اور عادل شہادت ہے۔

اور مولانا ذوالفقار علی دیوبندی لکھتے ہیں :-

وقوله لولاه اقتباس من حديث لولاك لما خلقت الافلاك

" بوصیری کا قول " لولاہ " حدیث " لولاک لما خلقت الافلاک کا اقتباس ہے ؛"

(عطر الوردہ شرح قصیدہ بردہ ص۱۷،۲۵)

مولانا ذوالفقار علی مسلکِ دیوبند کے ترجمان اور اصول میں بزمی صاحب کے ہم عقیدہ ہیں اس لئے سلفی اور دیوبندی حضرات دونوں پر مولانا ذوالفقار علی کی یہ تحریر حجت ہے جس میں انہوں نے " لولاک لما خلقت الافلاک کا حدیث ہونا تسلیم کر لیا ہے۔

ان تصریحات سے شمس و امس کی طرح واضح ہو گیا ہے کہ حدیثِ لولاک کی افلاک کے لفظ کے ساتھ روایت بالمعنیٰ جائز ہے اور " سماء، جنت، نار اور دنیا " کے الفاظ کے ساتھ اس کی روایت باللفظ صحیح ہے اور اس طرح حدیثِ لولاک روایت و درایت ترکیب و اعراب ہر اعتبار سے بے غبار ہو گئی۔

والحمد علی ذالک

Marfat.com

تاثّرات

ادیبِ شہیر پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری، ایم۔ اے، پی ایچ ڈی
پرنسپل گورنمنٹ کالج مٹھی (تھر پارکر، سندھ)

رسالہ "محمد ﷺ نور" مسئلۂ نور پر محترمی مولانا محمد منشا تابش قصوری دامت عنایتہم کی محققانہ تصنیف ہے، یہ رسالہ صفحات پر مشتمل ہے۔ فاضل مصنف نے اپنی تحقیقات کو چند صفحات میں سمو دیا ہے، دورِ جدید میں تفصیل سے زیادہ اجمال کی ضرورت ہے، ایسا اجمال جس پر ہزار تفصیلات قربان ہوں۔

فاضلِ ممدوح نے جامعیت اور ایجاز و اختصار کا پورا پورا خیال رکھا ہے اور وسعتِ قلبی کے ساتھ موافق و مخالف سب کی تصانیف سے استفادہ کیا ہے اور استدلال و استناد فرمایا ہے، کسی مقام پر میانہ روی اور اعتدال کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا، سبّ و شتم اور طعن و طنز سے اپنا دامن محفوظ رکھا، فی الحقیقت یہ بڑی خوبی ہے جو طبقۂ علماء میں نایاب نہیں تو کم یاب ضرور ہے۔

مسئلۂ نور پر بحث کرتے ہوئے اس کثرت سے دلائل پیش کئے ہیں کہ تشنگی باقی نہیں رہتی بلکہ پوری پوری تشفی ہو جاتی ہے اور کثرتِ براہین کو دیکھ کر بے ساختہ داد دینے کو جی چاہتا ہے۔ فاضل مصنف نے تحقیق کی خشک فضا کو اشعارِ آبدار سے پُر بہار بنا دیا ہے، اس پہ کتابت کی بہاریں مستزاد ہیں، فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

اس رسالہ کے ساتھ حدیثِ 'لولاک' سے متعلق حضرت مولانا محمد باقر مدظلہ اور حضرت مولانا غلام رسول سعیدی زیدت عنایتہ کی فاضلانہ تحاریر بطورِ ضمیمہ شامل کی گئی ہیں جو قابلِ مطالعہ ہیں۔ اس موضوع پر حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کا یہ رسالہ بھی لائقِ مطالعہ ہے: تلألؤ الافلاک بجلال حدیث لولاک (۱۳۰۵ھ)۔

Marfat.com

مولا تعالیٰ فاضل مصنف کو اس محققانہ، مختصر، جامع اور عمدہ و دل پذیر تصنیف پر اجرِ عظیم عطا فرمائے، قارئینِ کریم کو قبولیتِ حق کی صلاحیت ارزانی فرمائے اور اس تصنیفِ لطیف کو قبولِ عام کا شرف بخشے، بلاشبہ مکتبہ ایسی دل کش و حسین پیشکش پر مبارکباد کا مستحق ہے۔

محمد مسعود احمد

گورنمنٹ کالج ٹنڈو محمد خاں

(حال پرنسپل گورنمنٹ کالج مٹھی، ضلع تھرپارکر سندھ)

۲۳ مارچ ۱۹۷۴ء

تقریظِ انور

استاذ العلماء ضیاء الفضلاء حضرت مولانا علامہ ابو الضیاء محمد باقر صاحب ضیاء النوری مدظلہم

صدر المدرسین دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور ضلع ساہیوال

رسالہ "محمد نور محمد" اپنی ظاہری اور باطنی خوبیوں کے لحاظ سے منفرد حیثیت رکھتا ہے فاضل محترم حضرت مولانا الحاج علامہ محمد منشا صاحب تابش نے رسالہ ہذا کو بڑی نفاست کے ساتھ نہایت دل نشین اور ذہن نشین اندازِ بیان سے مزین کر دیا ہے۔ نرالی طرز اور انوکھا رنگ فاضل مصنف کی فاضلانہ حیثیت اور ادیبانہ صلاحیت کا زندہ و تابندہ ثبوت ہے۔ رسالہ ہذا کا نام بھی نہایت دلکش اور حسین ہے جو مصنفِ علام کے حسنِ انتخاب اور شگفتگیِ طبع کا شاہدِ عدل ہے۔ دلی دعا ہے کہ مولا تعالیٰ ان کی ان کوششوں کو قبول فرمائے اور ان کو زیادہ سے زیادہ توفیقِ تبلیغ مرحمت فرمائے۔ آمین

۱۹ رجب ۱۳۹۳ھ

۱۹ اگست ۱۹۷۳ء

ابو الضیاء غفرلہٗ

Marfat.com

"نذرانۂ منشا"

۱۳۹۷ھ

قطعۂ تاریخِ اشاعت محمدؐ نورؐ تالیفِ لطیف حضرت علامہ تابش قصوری

خطیب جامع مسجد فردوس ٹنریز ضلع شیخوپورہ

خطیبِ خوش بیاں تابش قصوری — جو ہیں بحرِ معارف کے شناور

ہے دلکش آپ کا حسنِ تکلم — ہے تحریر آپ کی سلکِ جواہر

محمدؐ نورؐ تالیفِ گرامی — ہے جن کے ذوق کا اک نقشِ اظہر

ہے یہ ذکرِ رخِ الور سراپا — حریمِ عشق ہے جس سے منور

یہ اک "نذرانۂ منشا" ہے لاریب (۱۳۹۷ھ) — حضورِ ساقیِ تسنیم و کوثر

فصاحت اور بلاغت کا مرقع — حقائق کا خزینہ ہے سراسر

ہر اک نقطہ ہے مثلِ نجمِ تاباں — ہر اک لفظ اس کا رشکِ ماہِ انور

بحمد اللہ اکبر اس کے دم سے — گلستانِ صحافت ہے معطر

قمرؔ سالِ اشاعت کے لئے تم

کہو "وصفِ شفیعِ روزِ محشر"

۱۳۹۷ھ

مورخہ یکم جمادی الآخر ۱۳۹۷ھ — نذر گزار:- — قمر یزدانی

جمعہ ۲۰ مئی ۱۹۷۷ء — القمحی — پنوانہ ضلع سیالکوٹ

ورفعنا لک ذکرک

- اُردو نعتوں کا ایک حسین و جمیل مجموعہ
- صورت و سیرتِ مصطفوی کا پاکیزہ امتزاج
- مناقبِ صحابہ اور قصائدِ مشائخ کا حسین اضافہ
- ایک عاشقِ رسول کے دل کی دھڑکنوں کا اثر انگیز اظہار
- پاکیزہ ذہن شاعر محترم جناب راجا رشید محمود ایم ۔ اے کے فکرِ روشن کے لمعاتِ سخن
- ڈاکٹر سیّد عبداللہ کا مقدمہ اور اشفاق احمد، حفیظ تائب، مرزا محمد منور کی تاریخی تقاریظ

اعلیٰ کاغذ ○ مثالی کتابت ○ آفسٹ طباعت ○ خوبصورت جلد

سرورق پر گنبدِ خضرا کی نادر تصویر ○ قیمت : -/۱۲ روپے

ملنے کا پتہ

پاپولر پبلشرز، پرانی انارکلی ۔ لاہور

مکتبہ قادریہ، جامعہ نظامیہ رضویہ ۔ لاہور

Marfat.com